

حجۃ الاسلام

طاعات و عبادات کے فوائد، معاصی و گناہوں کے دنیوی
نقصانات و اخروی وبال نیز اعمال کی صورت مثالیہ کی
تحقیق احادیث اور مولانا روم رحمہ اللہ کے اقوال سے

تالیف

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی مدظلہ

تقریظ و پسند فرمودہ

شیخ الحدیث الامام سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی صدوق الدارس العربیہ پاکستان

تصحیح، تخریج و تعلیق

مفتی ابوالخیر عارف محمود عفی اللہ عنہ

استاذ فقیہ شیعہ تصنیف و تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

www.besturdubooks.net

مکتبہ فاروقیہ

شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی

حِجَاءُ الْإِسْمَاءِ

طاعات وعبادات کے فوائد، معاصی وگناہوں کے دنیوی نقصانات و آخروی وبال نیز اعمال کی صورت مثالیں کی تحقیق احادیث اور مولانا روم رحمہ اللہ کے اقوال سے

تالیف

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی مدظلہ

تقریظ و پسند فرمودہ

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی صدوقی المدارس العربیہ پاکستان

تصحیح، تخریج و تعلیق

مفتی ابوالخیر عارف محمود عفی اللہ عنہ

استاذ و رفیق شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ فاروقیہ

شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی

حجۃ الاسلام

تالیف

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

تصحیح، تنقیح و تعلیق

مفتی ابوالخیر عارف محمود عفی اللہ

استاذ و رفیق شبہ تصنیف تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

1434ھ / 2013ء

جملہ حقوق بحق مکتبہ فاروقیہ کراچی پاکستان محفوظ ہیں
اس کتاب کا کوئی بھی حصہ مکتبہ فاروقیہ سے تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی
شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کا کوئی اقدام کیا گیا تو قانونی کارروائی کا
حق محفوظ ہے۔

جميع حقوق الملكية الأدبية والفنية محفوظة

لمكتبة الفاروقية كراتشي، باكستان

و يحظر طبع أو تصوير أو ترجمة أو إعادة تنضيد الكتاب كاملاً أو
مجزأً أو تسجيله على أشرطة كاسيت أو إدخاله على الكمبيوتر أو
برمجته على اسطوانات ضوئية إلا بموافقة الناشر خطياً.

Exclusive Rights by

Maktabah Farooqia Khi-Pak.

No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means, or stored in a data base or retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

مطبوعات مکتبہ فاروقیہ کراچی 75230 پاکستان

نزد جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر 4

کراچی 75230، پاکستان

فون: 021-4575763

m_farooqia@hotmail.com

انتساب



اپنی اس کوشش و کاوش کو

دارالعلوم دیوبند اور اکابرین دیوبند

کے نام کرتا ہوں، جن کی مجددانہ و مخلصانہ جدوجہد سے نہ صرف مسلمانانِ برصغیر بلکہ اطرافِ عالم میں مسلمانوں کو مسلکِ اہل سنت والجماعت کی روشنی میں فکری اور عملی صراطِ مستقیم نصیب ہوئی۔

اپنے جلیل القدر اساتذہ کرام

گرامی قدر و والدین اور شفیق بھائیوں

کے نام کرتا ہوں جن کی شبانہ روز محنت، دعاؤں اور تعاون سے علومِ دینیہ سے وابستگی نصیب ہوئی۔

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات
13	تقریظ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم
15	ابتدائیہ
19	حضرت تھانویؒ کے مختصر حالات زندگی
19	نام نامی
19	لقب گرامی
19	شرف نسب
20	وطن مالوف
20	ولادت باسعادت
20	بچپن کے حالات
20	تحصیل علوم
21	واقعہ دستار بندی
22	اساتذہ کرام
22	درس و تدریس

صفحہ	عنوانات
22	تلامذہ
23	باطنی علوم و اعمال
23	حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت و اجازت
24	تھانہ بھون میں مستقل قیام
25	تصوف میں در آنے والی بدعات کا قلع قمع
25	تبلیغ و وعظ
26	مواعظ اور ان کی تاثیر
27	مغربی فلسفہ و تہذیب کا انسداد
28	علوم دینیہ میں خدمات اور تسانیف
28	جزاء الاعمال کی تصنیف اور حضرت حاجی صاحب کا ارشاد
29	حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء
30	وفات و تدفین
31	پیش لفظ
31	جزاء الاعمال
33	ترتیب مضامین
34	مقدمہ

صفحہ	عنوانات
37	باب اول
44	فصل ۱: علم اور نور باطنی سے محرمی
44	فصل ۲: رزق کی کمی
45	فصل ۳: خدا سے وحشت
45	فصل ۴: نیک لوگوں سے وحشت
45	فصل ۵: مقاصد کے حصول میں دشواری
45	فصل ۶: دل، چہرہ اور آنکھوں کا تاریک و بے رونق ہونا
46	فصل ۷: دل و جسم کا کمزور ہونا
46	فصل ۸: طاعات سے محرومی
47	فصل ۹: عمر میں بے برکتی
47	فصل ۱۰: معاصی کا خوگر ہونا کہ ترک دشوار ہو جائے
47	فصل ۱۱: توبہ کی توفیق نہ ملنا
48	فصل ۱۲: گناہ کو گناہ نہ سمجھنا
48	فصل ۱۳: خدا کے دشمنوں سے مشابہت
49	فصل ۱۴: دربار الہی میں بے قدر و قیمت ہونا
49	فصل ۱۵: گناہ کا اثر دوسری مخلوقات پر

صفحہ	عنوانات
50	فصل ۱۶: عقل میں فتور و فساد کا پیدا ہونا
50	فصل ۱۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مستحق ہونا
58	فصل ۱۸: فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہونا
59	فصل ۱۹: خشکی اور تری میں فساد برپا ہونا
60	فصل ۲۰: حیا و غیرت سے محروم ہونا
60	فصل ۲۱: اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دل سے نکل جانا
60	فصل ۲۲: نعمتوں کا چھن جانا اور بلاؤں کا ہجوم
61	فصل ۲۳: القاب مدح و شرف کا سلب ہونا اور القاب مذمت کا مستحق ہونا
62	فصل ۲۴: شیاطین کا تسلط
63	فصل ۲۵: اطمینان قلب سے محرومی
63	فصل ۲۶: مرتے وقت کلمہ طیبہ سے محرومی
63	فصل ۲۷: رحمت الہیہ سے ناامید ہونا
64	رجوع بہ مقصود
65	باب دوم
65	اس بیان میں کہ طاعت و عبادت و اعمال صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے
65	اعمال صالحہ کے دنیوی فوائد

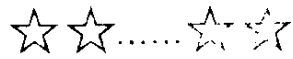
صفحہ	عنوانات
65	فصل ۱: رزق میں بڑھوتری
65	فصل ۲: برکتوں کا نزول
66	فصل ۳: تکالیف و پریشانیوں سے نجات
66	فصل ۴: حصول مقاصد میں آسانی
67	فصل ۵: پاکیزہ زندگی
67	فصل ۶: بارش کا ہونا اور مال و اولاد میں اضافہ
68	فصل ۷: برکات کا نزول اور بلاؤں سے حفاظت
68	فصل ۸: عزت و بلندی کا ملنا
70	فصل ۹: مالی نقصان کا تدارک
71	فصل ۱۰: شکر کرنے پر نعمت میں اضافہ
71	فصل ۱۱: خیرات کرنے سے مال میں برکت
71	فصل ۱۲: اطمینان قلب کا حصول
73	فصل ۱۳: والدین کی نیکی سے اولاد کو نفع پہنچنا
74	فصل ۱۴: قبل از موت بشارتوں کا ملنا
75	فصل ۱۵: مرتے وقت فرشتوں کی طرف سے خوشخبری
75	فصل ۱۶: حاجت روائی میں مدد

صفحہ	عنوانات
76	فصل ۱۷: تردد کا دور ہونا/ استخارہ کا طریقہ
78	فصل ۱۸: تمام مہمات میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری
78	فصل ۱۹: مال میں برکت
79	فصل ۲۰: سلطنت کا باقی رہنا
79	فصل ۲۱: غضب الہی اور سوء خاتمہ سے حفاظت
79	فصل ۲۲: عمر میں برکت
80	فصل ۲۳: تمام حاجتوں کا پورا ہونا
80	فصل ۲۴: فقر و فاقہ سے حفاظت
81	فصل ۲۵: تھوڑے کھانے میں برکت
81	فصل ۲۶: بیماری سے حفاظت
82	فصل ۲۷: افکار کا زائل ہو جانا
83	فصل ۲۸: سحر و جادو سے حفاظت
84	باب سوم
84	اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے
84	اعمال کے مراتب و جودی
87	موت کے بعد اعمال کے ثمرات

صفحہ	عنوانات
88	فصل ۱: بعض اعمال کے آثار برزخیہ اور صورت مثالی
93	فصل ۲: زکوٰۃ نہ دینے کی سزا بروز قیامت
94	فصل ۳: بدعہدی کی سزا بروز قیامت
95	فصل ۴: چوری اور خیانت کی سزا
96	فصل ۵: غیبت کی صورت مثالی
96	فصل ۶: اخلاق ذمیمہ کی مثالی صورتیں
98	فصل ۷: بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولانا رومؒ کے قول سے
99	ترجمہ اشعار
101	عمل کے وجود کا باقی رہنا
103	باب چہارم
103	فصل ۱: ذکر اللہ کی صورت مثالی
103	فصل ۲: سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی
104	فصل ۳: سورہ اخلاص کی مثالی صورت
105	فصل ۴: عمل جاری کی مثالی صورت
105	فصل ۵: دین کی صورت مثالی
106	فصل ۶: علم کی مثالی صورت

صفحہ	عنوانات
107	فصل ۷: نماز کی صورت مثال
107	فصل ۸: صراطِ مستقیم کی صورتِ مثالی
112	نیک مشورہ
113	خاتمہ
113	فصل ۱: اعمال مفیدہ کا بیان
115	بعض اعمال کا اہتمام اور ان کی برکات
116	فصل ۲: (بعض معاصی جن سے احتراز ضروری ہے)
118	عوام کے بعض شبہات
118	فصل ۱: اللہ کے غفور و رحیم ہونے کے بھروسہ پر گناہ کرنا
119	فصل ۲: لمبی زندگی کی امید پر توبہ نہ کرنا
119	فصل ۳: توبہ کے بھروسہ پہ گناہوں پر جرأت
120	فصل ۴: گناہ کرنے کے بعد تقذیر کا عذر لنگ
120	فصل ۵: قسمت میں جنت یا دوزخ لکھے ہوئے کا عذر
121	فصل ۶: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا دھوکہ
122	فصل ۷: بزرگوں کی نسبت کا دھوکہ
123	فصل ۸: حق تعالیٰ شانہ کا مخلوق کے اعمال سے مستغنی ہونے کا شبہ

صفحہ	عنوانات
124	فصل ۹: وعظ و نصیحت کا شبہ
125	فصل ۱۰: بعض جاہل فقیروں کا شبہ
125	موقع و التماس
126	مناجات
127	ترجمہ مساجات



تقریظ و پسند فرمودہ

یادگار اسلاف، استاذ المحدثین، شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی و صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

الحمد لله وكفى و سلام على عباده الذين صطفى - وبعد!

جزاء الاعمال، حضرت مجدد الملت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز کی تالیف ہے اور جس طرح حضرت کی دوسری تالیفات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حسن قبول سے سرفراز فرمایا ہے وہ بار بار چھپتی ہیں اور اللہ کی مخلوق ان سے فیض یاب ہوتی ہے۔ مختلف زبانوں میں ان کے تراجم بھی شائع ہوتے ہیں، یہی حال ”جزاء الاعمال“ کا ہے۔

ہمارے جامعہ کے استاد مفتی عارف مٹھو سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ اچھے سلجھے ہوئے، ستھرے اور پاکیزہ تالیفی ذوق کے حامل عالم ہیں، انہوں نے جزء الاعمال پر تخریج کا کام کیا ہے اور تصحیح و تخریج میں درج ذیل امور کا اہتمام کیا ہے

(۱) آیات قرآنیہ کی تخریج، سورت اور آیت نمبر کے ساتھ۔

(۲) احادیث مبارکہ کی تخریج، حضرت تھانوی نے کہیں حدیث کی مکمل عربی

عبارت، تو کہیں اس کا ایک حصہ اور کہیں اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ اس کتاب کے حالات میں ان سب کی مکمل عربی الفاظ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے تاکہ مفت سرور قاری کا مکمل حدیث سے استفادہ ممکن ہو۔

(۳) تخریج میں صحاح ستہ سے حوالہ کا اہتمام کیا گیا ہے اور کثر حوالہ لکھنے

الستہ“ مطبوعہ دارالسلام ریاض کا ہے، البتہ اگر دیگر کتابوں کی روایت ہو تو ان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

(۴) متعلقہ کتب سے آثار کی تخریج۔

(۵) مکمل کتاب کی از اول تا آخر تصحیح، تصحیح کے وقت درج ذیل اداروں کے مطبوع

”جزء الاعمال“ کے نسخے پیش نظر رہے ہیں: دارالاشاعت کراچی، مکتبہ تھانوی کراچی، الاخرت برس کراچی، کتب خانہ فیضی لاہور، مجلس صیانت المسلمین بہاولنگر۔

(۶) اضافہ عنوانات

(۷) جن آیات کا ترجمہ نہیں تھا، بیان القرآن سے حاشیہ میں ان کا ترجمہ نقل

کر دیا ہے۔

(۸) فارسی اشعار کا ترجمہ (۹) ترقیم فصول

(۱۰) مشکل الفاظ کے معانی (۱۱) علامات ترقیم کا اہتمام

مفتی عارف محمود صاحب نے اس کتاب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر

تعارف اور حالات کا اجمالی ذکر بھی شامل کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ حسن قبول نصیب فرمائے،

آمین تم آمین۔

سلیم اللہ خان

۲۲/ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ / ۱۱/ اکتوبر ۲۰۱۲م

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى و سلام على عباده الذين اصطفى - اما بعد:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس اخیر زمانہ میں حضرات علمائے دیوبند کو اپنے دین کی تجدید کے لیے منتخب فرمایا، یوں تو اس مقدس اور پاک باز جماعت کا ہر پھول نرالا اور بے مثال ہے، لیکن حکیم الامت، محی السنۃ، قطب الارشاد، شیخ المشائخ، مولانا و مقتدانا مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف خدمت دین کے لیے منتخب فرمایا، بلکہ ان کو تجدید و احیاء دین کے شرف سے بھی نوازا ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مصلحانہ توجہ، مجددانہ تبلیغ، پُر اثر مواعظ و تصانیف سے خاص طور پر نہ صرف عقائد کی اصلاح، اعمال کی درستی، معاملات کی اہمیت اور اخلاق کی پاکیزگی پیدا ہوئی، بلکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جلیلہ اور جدوجہد سے مسلمانوں میں اسلامی شعور و شعائر کا جذبہ بیدار ہوا اور حق و باطل کا صحیح معیار واضح ہو گیا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں دین کے دیگر شعبوں میں مجددانہ کارہائے نمایاں انجام دیئے، ایسے ہی تصنیف و تالیف کے سلسلے میں بھی اس مجدد عصر کی نظر اصلاح کار فرمانظر آتی ہے، علوم اسلامیہ کے تقریباً ہر باب میں آپ کی تصانیف موجود ہیں، آپ کی منجملہ تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار سے متجاوز ہے، انہی کتابوں میں سے ایک انتہائی اہم کتاب ”جزاء الاعمال“ بھی ہے، اس کتاب کی تالیف کے بعد آپ نے جب اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کو پیش کیا تو وہ نہ

صرف بہت مسرور ہوئے، بلکہ لکھوا بھیجا کہ ان شاء اللہ تم سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی، اور سینکڑوں نہیں، ہزاروں اور لاکھوں خلق خدا آپ سے مستفید ہوئی اور آج بھی آپ کی تصانیف و تعلیمات کے ذریعہ خلق خدا کو نفع پہنچ رہا ہے، انشاء اللہ آئندہ بھی پہنچتا رہے گا۔

حضرت کی تصانیف چوں کہ اصلاح کے سلسلہ میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں، عوام و خواص سب کے لیے یکساں مفید ہیں، اسی وجہ سے اہل علم ان کی خدمت و اشاعت کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں، چنانچہ بندہ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تالیف کردہ رسالہ ”جزاء الاعمال“ کی معمولی سی خدمت کی کوشش کی ہے۔

زیر نظر کتاب کی تصحیح و تخریج میں درج ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے:

۱- آیات قرآنیہ کی تخریج، سورت اور آیت نمبر کے ساتھ۔

۲- احادیث مبارکہ کی تخریج، حضرت تھانویؒ نے کہیں حدیث کی مکمل عربی عبارت، تو کہیں اس کا ایک حصہ اور کہیں اس کا مفہوم نقل فرمایا ہے، کتاب کے حاشیہ میں ان سب کی مکمل عربی الفاظ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے تاکہ بوقت ضرورت قاری کا مکمل حدیث سے استفادہ ممکن ہو۔

۳- تخریج میں صحاح ستہ سے حوالہ کا اہتمام کیا گیا ہے اور اکثر حوالہ ”الکُتُب الستة“ مطبوعہ دار السلام ریاض کا ہے، البتہ اگر دیگر کتابوں کی روایت ہو تو ان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

۴- متعلقہ کتب سے آثار کی تخریج۔

۵- مکمل کتاب کی از اول تا آخر تصحیح، تصحیح کے وقت درج ذیل اداروں کے مطبوع

”جزاء الاعمال“ کے نسخے پیش نظر رہے ہیں: دارالاشاعت کراچی، مکتبہ تھانوی کراچی، الاخر

رہسٹ کراچی، کتب خانہ فیضی، ہور، مجلس صیانتہ المسلمین بہاولنگر۔

۵- اضافہ عنوانات

۶- جن آیات کا ترجمہ نہیں تھا، بیان القرآن سے حاشیہ میں ان کا ترجمہ نقل

کر دیا ہے۔

۸- ترقیم فصول

۷- فارسی اشعار کا ترجمہ

۱۰- علامات ترقیم کا اہتمام

۹- مشکل الفاظ کے معانی

نوٹ: اشرف السوانح، مؤثر حکیم الامت اور بزم اشرف کے چراغ وغیرہ سے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف و حالات زندگی بھی مرتب کر کے شامل اشاعت لیا ہے، تاکہ قاری حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں۔

استاذی و شیخی، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی تربیت، توجہات، سرپرستی اور مسلسل اشرف سے مجھ جیسے کم مایہ، تہی دامن اور علوم دینیہ کے ادنی طالب علم کی قلم و قرطاس سے کچھ مناسبت پیدا ہو گئی، خاص طور سے زیر نظر کتاب کو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی پیرانہ سالی، ضعف صحت اور گونا گوں دینی و تدریسی مشغولیات کے باوجود نہ صرف از اول تا آخر پڑھا، پسندیدگی کا اظہار فرمایا، اغلاط کی نشاندہی و اصلاح فرمائی، بلکہ بندہ کی مزید حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنے زیر اشراف ”مکتبہ فاروقیہ“ سے طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی، بندہ صمیم قلب سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کو صحت کاملہ عطا فرمائے، ان کا سایہ عاطفت تادیر ہم پر قائم و دائم رکھے، ان کے نفع و برکات کو امت مسلمہ کے لیے عام و تمام فرمادے، آمین ثم آمین۔

اس کام کے سلسلے میں جن دوست و احباب نے تعاون کیا، خاص طور سے مولانا

کمیل الدین صاحب سلمہ اللہ، بردار عزیز مولانا صابر محمود صاحب سلمہ اللہ، مفتی امان اللہ
 نادر خان صاحب سلمہ اللہ اور مفتی محمد راشد ڈسکوی صاحب سلمہ اللہ اور کمپوزر بھائی عرفان
 انور مغل کا بھی شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔
 اللہ تعالیٰ ہماری اس ٹوٹی پھوٹی کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول و منظور فرما کر دارین
 کی صلاح و فلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

خاکپائے اکابر

ابوالخیر عارف محمود عفی عنہ

رفیق شعبہ تصنیف و تالیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

۱۴۳۳ھ/۱۲/۱ - ۲۰۱۲ء/۱۰/۱۸ م

حضرت تھانویؒ کے مختصر حالات زندگی

حکیم الامت، مجتہد الملت، محی السنۃ، قطب الارشاد، مُرشد العالم، امام الطریق، شیخ المشائخ، حجة اللہ فی الأرض، مولانا و مقتدانا، شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے مختصر حالات زندگی۔

نام نامی

نام نامی ”اشرف علی“ ہے، یہ نام اس زمانہ کے مقبول و مشہور مجذوب و بزرگ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا تھا۔

لقب گرامی

”حکیم الامت“ ہے، جسے ایک عرصہ دراز سے حق تعالیٰ نے خواص و عوام میں القا فرمادیا ہے اور جو بلاد و امصار میں عام طور پر شائع و ذائع ہے۔

شرف نسب

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ والد کی طرف سے فاروقی اور والدہ کی طرف سے علوی النسب ہونے کا شرف رکھتے ہیں، والد ماجد کا نام ”عبدالحق“ تھا۔ آپ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر کے ایک مقتدر رئیس اور صاحب نقد و جائیداد تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ محترمہ بھی ایک باخدا اور صاحب نسبت بی بی تھیں، نیز ان کی جائیداد، عقل و فراست اور فہم و بصیرت کی تصدیق حضرت حافظ غلام مرتضیٰ صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی۔

وطن مالوف

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا وطن مالوف قصبہ تھانہ بھون ہے، جو ضلع مظفر نگر ہندوستان میں واقع ہے، اس کا اصل نام ”تھانہ بھیم“ تھا، کیونکہ یہ کسی زمانہ میں راجا بھیم کا تھانہ تھا، کثرت استعمال سے تھانہ بھون ہو گیا، البتہ جب مسلمان یہاں آکر آباد ہوئے تو شرفائے قصبہ کے بعض اجداد نے اپنے ایک فرزند ”فتح محمد“ کے نام سے اس کا نام محمد پور رکھا، جو کاغذات شاہی میں بھی پایا جاتا ہے، لیکن عام طور پر پرانا نام تھانہ بھون ہی مشہور ہے۔

ولادت باسعادت

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ ہجری کو چار شنبہ کے دن بوقت صبح صادق ہوئی۔

بچپن کے حالات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے اعزہ و اقارب، اپنے اور بیگانے سب میں محبوب رہے، بچپن میں شوخیاں بہت فرمائیں، مگر ایسی کوئی شرارت نہیں کی جس سے دوسروں کو تکلیف و ایذا پہنچے، شروع ہی سے نماز کا بہت شوق تھا، فرائض کے اہتمام کے علاوہ صرف ۱۲-۱۳ برس ہی کی عمر سے رات تہجد میں اُٹھتے اور نوافل و وظائف پڑھا کرتے تھے۔

تحصیل علوم

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف زیادہ تر دہلی کے حافظ حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیا، البتہ شروع کے چند پارے ضلع میرٹھ کے آخون جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے تھے۔

ابتدائی فارسی میرٹھ میں مختلف استادوں سے پڑھی، پھر تھانہ بھون میں فارسی کی

متوسطات حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور انتہائی کتب اپنے ماموں واحد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں جو ادب فارسی کے اُستاد کامل تھے۔
تحصیل عربی کے لئے دیوبند تشریف لئے گئے، وہاں بقیہ کتب فارسی مولانا منفع علی صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ عربی کی پوری تکمیل دیوبند ہی میں فرمائی اور صرف ۱۹ یا ۲۰ سال کی عمر میں بفضلہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔

واقعہ دستار بندی

جس سال حضرت حکیم الامت دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے اس سال دیوبند میں بہت بڑا شاندار جلسہ دستار بندی رکھا گیا، حضرت کو معلوم ہوا تو اپنے ہم سبقوں کو لے کر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ ہم لوگوں کی دستار بندی کی جائے گی اور سند فراغ دی جائے گی؟ حالانکہ ہم اس قابل ہرگز نہیں، لہذا اس تجویز کو منسوخ فرما دیا جائے، ورنہ اگر ایسا کیا گیا تو مدرسہ کی بڑی بدنامی ہوگی کہ ایسے نالائقوں کو سند دی گئی، یہ سن کر مولانا کو جوش آگیا اور فرمایا کہ تمہارا خیال غلط ہے، یہاں چوں کہ تمہارے اساتذہ موجود ہیں اس لئے اُن کے سامنے تمہیں اپنی ہستی کچھ نظر نہیں آتی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے، باہر جاؤ گے تو تب تمہیں اپنی قدر معلوم ہوگی، جہاں جاؤ گے بس تم ہو گے، باقی سارا میدان صاف ہے، اطمینان رکھو۔

یوں حضرت کی دستار بندی حضرت اقدس قطب العالم حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس ہاتھوں سے ۱۳۰۰ھ میں ہوئی۔ اللہ کے فضل و کرم سے حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کو اللہ نے حرف بحرف سچ کر دکھایا، عوام و خواص بیکار ہوئے۔

اساتذہ کرام

آپ کے تمام اساتذہ ہر فن ماہر ہونے کے ساتھ بڑے صاحب باطن اور کامل بھی تھے، گویا ان میں ہر ایک غزالی اور رازی وقت تھا، اساتذہ کرام میں حضرت مولانا یعقوب صاحب، مولانا سید احمد صاحب، ملا محمود صاحب، مولانا عبدالعلی صاحب، اور حضرت شیخ الہند محمود حسن رحمہم اللہ شامل ہیں۔ قراءت کی مشق شہرہ آفاق قاری جناب قاری محمد عبداللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ سے بمقام مکہ معظمہ فرمائی۔

درس و تدریس:

مروجہ علوم سے فراغت کے بعد حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ صفر ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۱۵ھ تک تقریباً ۱۴ سال کانپور میں درس و تدریس میں مشغول رہے، ابتدا میں کچھ عرصہ مدرسہ فیض عام میں رہے پھر اس کے نظم و نسق سے غیر مطمئن ہو کر تعلق منقطع کر لیا اور کانپور کی جامع مسجد میں درس دینا شروع کیا، وہاں ایک مدرسہ قائم ہو گیا جس کا نام آپ نے مسجد کی مناسبت سے ”جامع العلوم“ موسوم فرمایا، وہاں قیام کے دوران اپنے مواعظ حسنہ اور تصانیف مفیدہ سے وہاں کے مسلمانوں کو مستفید فرماتے رہے، علاوہ بریں افتاء کا کام بھی اپنے ذمہ لے رکھا تھا، ۱۴ سال کے بعد اپنے پیرومرشد کے حکم سے دوبارہ اپنے وطن تھانہ بھون میں قیام پذیر ہو گئے۔

تلامذہ

قیام کانپور کے زمانہ میں نزدیک و دور کے صد ہا طلبہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے علوم فاضلہ حاصل کیے، سب کا استقصا تو ممکن نہیں، البتہ چند مخصوص حضرات قابل ذکر یہ ہیں: مولانا قاری محمد اسحاق صاحب بردوانی، مولانا محمد رشید صاحب کانپوری، مولانا احمد

علی صاحب فتح پوری، مولانا صادق الیقین صاحب کرسوی، مولانا فضل حق صاحب الہ آبادی، مولانا شاہ لطف رسول صاحب فتح پوری، مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بجنوری، مولانا اسحاق علی صاحب کانپوری، مولانا مظہر الحق چاٹگامی، مولانا سعید احمد اٹاوی، ان کے علاوہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی، مولانا سعید صاحب، مولانا مظہر علی صاحب تھانوی وغیرہ رحمہم اللہ کے علاوہ پاک و ہند کے بے شمار حضرات نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا ہے۔

باطنی علوم و اعمال:

اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی علوم و اعمال کی تکمیل و تہذیب کے لیے ایک یگانہ عصر، شیخ المشائخ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب تھانوی ثم مہاجر کی قدس سرہ العزیز سے شرف تعلق عطا فرمایا، ۱۲۹۹ھ ہجری میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے بذریعہ خط حضرت حاجی صاحب سے درخواست کی کہ وہ حضرت گنگوہی سے بیعت فرمالینے کی سفارش فرمادیں، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سے اس کا تذکرہ فرمایا اور پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ”اچھا میں خود ہی اُن کو بیعت کیے لیتا ہوں“، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تحریر فرمایا کہ میں نے خود آپ کو بیعت کر لیا ہے، مطمئن رہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت و اجازت

۱۳۰۱ھ میں حضرت حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دست بدست بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا، ۱۳۰۱ھ ہجری میں دوسری بار حج کے لیے تشریف لے گئے اور اپنی طلب صادق اور حضرت شیخ کی منشا اور ان کی خواہش کے مطابق وہاں چھ ماہ قیام فرمایا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت

شفقت و محبت کے ساتھ اپنے مرید صادق کی تربیت باطنی کی طرف متوجہ ہو گئے اور وہ تمام علوم باطنی اور اسرار و رموز روحانی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب پاک پر وارد و القا فرمائے تھے حضرت کے قلب مصفیٰ میں منتقل فرماتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ قلیل عرصہ حضرت شیخ کی توجہات خاص سے حضرت کا سینہ مبارک اور دل معارف و حقائق باطنی کا خزانہ اور انوار و تجلیات روحانی کا آئینہ بن گیا اور حق سبحانہ و تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سوز گداز رگ و پے میں سرایت کر گیا۔

بالآخر ہر صورت سے مطمئن ہو کر حضرت حاجی صاحب نے خلعت خلافت اور منصب ارشاد و ہدایت سے سرفراز فرمایا اور خلق اللہ کی رہنمائی کے لیے تعلیم و تلقین کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: ”میاں اشرف علی میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تم کو تمام معاصرین پر خاص فضیلت عطا فرمائی ہے، ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔“

تھانہ بھون میں مستقل قیام:

۱۳۱۵ھ میں کانپور کے مدرسہ سے سبکدوشی اختیار کر کے اپنے وطن تھانہ بھون تشریف لائے اور اپنے شیخ کو اطلاع دی، تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ”بہتر ہوا آپ تھانہ بھون تشریف لئے گئے، امید ہے کہ آپ سے خلائق کثیر کو فائدہ ظاہری و باطنی ہوگا اور آپ ہمارے مدرسہ اور خانقاہ کو از سر نو آباد کریں، میں ہر وقت آپ کے حال میں دُعا کرتا ہوں اور آپ کا مجھے خیال رہتا ہے۔“

چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید، حضرت مولانا شیخ محمد صاحب اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہم اللہ کی خانقاہ میں مستقل سکونت اختیار کی اور خلقِ خدا کو مستفید فرمانے لگے۔

تصوف میں در آنے والی بدعات کا قلع قمع:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خانقاہی نظام طرح طرح کی بدعات و خرافات کا شکار ہو چکا تھا، جہاں کتاب و سنت سے بالکل بے گانہ اور بے نیاز ہو کر چند جوگیانہ رسوم اور طریقہ نفس کشی ہی کو اصل حق ہونے کا ذریعہ اور ملحدانہ عقائد کو حاصل تصوف سلوک سمجھ لیا گیا تھا، یہ ایک عالم گیر فتنہ تھا جس میں اکثر دینی رجحان رکھنے والے نادان عوام مبتلا ہو رہے تھے، چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری مصلحانہ توجہ اور مجددانہ تبلیغ کی جدوجہد اسی طبقہ کے لیے خاص طور پر مبذول فرمائی اور اس موضوع پر عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ سینکڑوں وعظ و ملفوظات قلمبند کرا کے شائع فرمائے اور قرآن و حدیث کی غیر متزلزل سند کے ساتھ تمام باطل عقائد کا رد اور تمام غیر اسلامی رسم و روایات اور غیر معقول و ملحدانہ رموز و اسرار باطنی اور گمراہ کن اصلاحات کی تردید فرمائی اور نہایت نمایاں طور پر واضح کر دیا کہ طریقت یعنی تصوف، سلوک یا دوسرے الفاظ میں تہذیب اخلاق و تزکیہ نفس دین مبین ہی کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے اور اس پر شریعت و سنت کے مطابق عمل کرنا ایک درجہ میں ہر مسلمان پر فرض و واجب ہے۔

تبلیغ و وعظ

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ تھانہ بھون میں مقیم ہو کر شروع ہی سے اپنی آئندہ زندگی کے انضباط اور اہم خدمات دین کے انتظام و انصرام کے لیے اپنے مذاق فطری اور نصب العین کے موافق ایک لائحہ عمل مقرر فرمایا اور اسی کے مطابق اپنے پیش نظر کام کو سرانجام دینے میں مشغول ہو گئے، اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۳۵ سال تھی، اس کے بعد یہ مجدد وقت اپنی مسند رشد و ہدایت پر ایک نسخہ اسیر اصلاح امت لے بیٹھے۔

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں اللہ پر توکل کر کے قیام پذیر ہونے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً ساری زندگی، نصف صدی سے زائد تک تصنیف و تالیف اور مواعظ و ملفوظات میں بسر ہوئی۔ ملک اور بیرون ملک ہزاروں طالبین حق و سالکین طریق تعلیم و تربیت باطنی اور تزکیہ نفس سے فیض یاب اور بہرور اندوز ہو کر بحمد اللہ امت مسلمہ کے رہبر و مرشد بن گئے، جن کا فیضان روحانی اب تک جاری و ساری ہے۔ ”ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء“۔

اسی زمانہ میں تقریباً چالیس سال تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ملک کے طول عرض میں بڑی کثرت سے تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رہا، بڑے بڑے شہروں میں مشہور دینی درسگاہوں، انگریزی تعلیم گاہوں اور اسلامی انجمنوں کے شاندار جلسوں میں بار بار حضرت کے کثرت سے بڑے انقلاب انگیز اصلاحی وعظ ہوئے، بعض دفعہ وعظ کا سلسلہ چار چار گھنٹہ تک جاری رہتا، ہزاروں کی تعداد میں لوگ والہانہ انداز میں جمع ہوتے اور دینی و دنیوی تقاضوں سے آگاہ ہو کر ایمانی تقویت اور روحانی فیض پاتے۔

مواعظ اور ان کی تاثیر

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو زمانہ طالب علمی سے، بلکہ بچپن سے وعظ کہنے کا شوق تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں اس درجہ روانی ہوتی تھی کہ کوئی کتنا ہی زود نویس کیوں نہ ہو اس کو لفظ بہ لفظ قلمبند کر ہی نہیں سکتا اور جو اثر حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے نہایت ہی برجستہ، پُر معنی، فصیح و بلیغ اور جامع و مانع الفاظ میں ہوتا تھا اس کا لطف کچھ وہی خوب جانتے ہیں جنہوں نے حضرت کا کوئی وعظ سنا ہے، بلا مبالغہ بس یہ معلوم ہوتا کہ کسی زبردست محقق اور جید عالم نے نہایت فرصت میں اور نہایت غور و خوص کے ساتھ، کسی ایک خالص اور دقیق و مفید علمی مضمون پر نہایت مبسوط اور مربوط جامع مانع رسالہ تصنیف کیا

ہے، وہ پڑھ کر سنایا جا رہا ہے، عام واعظوں کی طرح نہیں کہ بلا لحاظ اصل مضمون جو کچھ ذہن میں آتا چلا گیا اس کو بلا ترتیب بیان کرتے چلے گئے اور جہاں چاہا ختم کر دیا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ خاص طور پر عقائد کی اصلاح، اعمال کی درستی، معاملات کی اہمیت اور اخلاق کی پاکیزگی کے لیے ہوا کرتے تھے، حضرت کی مساعی اور جدوجہد کا نتیجہ اس طرح ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے ضمیر میں اسلامی شعور و شعائر کا جذبہ بیدار ہونے لگا اور حق و باطل کا صحیح معیار واضح ہو گیا۔ اکثر و بیشتر مواعظ قلمبند ہوئے اور طبع ہو کر شائع ہوئے اور بعض شائع نہ ہو سکے، تاہم شائع شدہ مواعظ کی تعداد تقریباً چار سو سے زائد ہے، جواب بھی وقتاً فوقتاً شائع ہو رہے ہیں اور ان سے اب بھی مسلمان فیض یاب ہو رہے ہیں۔

مغربی فلسفہ و تہذیب کا انسداد

اس زمانہ میں انگریز کے برسر اقتدار آنے کی وجہ سے مغربی فلسفہ اور تہذیب و معاشرت کا اثر پھیل رہا تھا، جس سے عام طور سے تعلیم گاہیں، تجارتی ادارے اور سرکاری محکمے اور عوام بڑی تعداد میں متاثر ہو رہے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے بڑے بڑے شہد و مد کے ساتھ تبلیغ شروع فرمائی، اس موضوع پر سینکڑوں وعظ، مختلف عنوانات کے ساتھ بیان فرمائے اور متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو کہ کثرت سے طبع ہو کر شائع ہوئیں۔ اس ہمہ گیر تالیف و تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں میں دینی شعور اور اسلامی شعائر کی طرف رجحان پیدا ہونے لگا، ہر طبقہ کے اکثر و بیشتر انگریزی تعلیم یافتہ لوگ، خصوصاً سرکاری محکموں کے بڑے بڑے عہدہ دار، وکیل، بیرسٹر، جج، منصف و مجسٹریٹ، کثرت سے حضرت کی تعلیمات سے متاثر ہوئے اور بعض تو حلقہ بگوش عقیدت ہو گئے اور بعض کی باطنی تعلیم و تربیت سے دینی حالت میں ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی کہ حضرت نے ان کو اپنے

”خلفائے مجازین“ میں شامل فرمالیا تھا، اس طرح حضرتؒ نے اس دور میں ایک زندہ مثال قائم فرمادی کہ مسلمان خواہ کسی مشغلہ زندگی میں ہو، اگر چاہے تو پکا دیندار بن سکتا ہے، یہ حضرتؒ کی ایسی کرامت اور ایسا کارنامہ تبلیغ دین ہے جو ہر اعتبار سے انفرادیت کا درجہ رکھتا ہے۔

علوم دینیہ میں خدمات اور تصانیف

علوم دینیہ سے متعلق قرآن مجید کی تفاسیر میں، احادیث سے استنباط میں، فقہ کی توجیہات میں، تصوف کی غایات میں، جہاں عوام و خواص غلط فہمیوں اور غلط کاریوں میں مبتلا ہو گئے تھے، وہاں اس مجتہد عصر کی نظر اصلاح کار فرمانظر آتی ہے اور ان علوم کے ہر باب میں حضرت کی مفصل تصانیف موجود ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار سے متجاوز ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف و تالیفات، تمام مواعظ و ملفوظات، تحریری و تقریری کارناموں کو ملاحظہ کیا جائے تو یہ بات نمایاں طور سے آشکارا ہوتی ہے کہ دین مبین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو حکیم الامت، مصلح شریعت و طریقت کے اصلاحی و تجدیدی جدوجہد کے احاطہ میں نہ آیا ہو۔

جزاء الاعمال کی تصنیف اور حضرت حاجی صاحب کا ارشاد

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اشرف السوانح میں لکھا ہے کہ حضرت والا نے (حج) سے واپسی کے بعد کچھ رسائل مثلاً: جزاء الاعمال، فروع الایمان وغیرہ تصنیف فرما کر حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں بھیجے، اور خصوصاً ”اکسیر ترجمہ تنویر“ کی جلد بند ہوا کر اس کے اوپر مصرعہ مشہورہ پر اپنی طرف سے مصرعہ ثانی لگا کر یہ شعر لکھ

کر بھیجا:

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف

گر قبول افتد ر ہے عز و شرف

(ترجمہ) دریا کی خدمت میں سیپ کا تحفہ لایا ہوں، اگر قبول ہو جائے تو میرے

لیے بہت بڑا اعزاز اور فضیلت ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان رسائل کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور لکھوا بھیجا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ، تم سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچے گا، چنانچہ بفضلہ تعالیٰ یہ پیشین گوئی اور دُعا حرف بحرف راست آئی۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء

(۱) حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا فقیر محمد

صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (۴)

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت مولانا ولی محمد صاحب بٹالوی

رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت مولانا ابرار الحق صاحب حقی رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت مولانا

رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت مولانا شیر محمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت مولانا قاری محمد طیب

صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) حضرت مولانا عبد الغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) حضرت مولانا محمد انوار

الحسن صاحب کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب سرحدی رحمۃ اللہ

علیہ (۱۵) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) حضرت

مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب

کیمپوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گھمٹھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹)
 حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب
 مجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔

وفات و تدفین

آخر عمر میں کئی ماہ علیل رہ کر ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء
 کی شب آپ رحلت فرما گئے، اور تھانہ بھون میں آپ ہی کی وقف کردہ زمین ”قبرستان عشق
 بازاں“ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!
 (رحمة اللہ علیہ رحمة واسعة)

پیش لفظ

جزاء الاعمال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تُجْلِبُ النِّعَمُ بِطَاعَتِهِ وَالنَّقَمُ بِعِصْيَانِهِ،
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْآتَمَانِ الْاَكْمَلَانِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ الَّذِي جَعَلَ
الْعِزَّ لِمَنْ وَالَاةَ وَالذُّلَّ وَالْهَوَانَ عَلَى مَنْ عَادَاهُ، وَعَلَى إِلِهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ
اتَّبَعُوهُ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَالْيُسْرِ وَالْعُسْرِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - وَفَقْنَا
لِلنَّاسِ بِهِمْ.

اما بعد!

یہ ناچیز، ناکارہ، اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی وغفلت اور معاصی میں انہماک و جرات وہ ظاہر ہے، جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال - نہ وسیعہ کی پاداش (سزا) صرف آخرت میں سمجھتے ہیں، اس کی ہر گز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبہ صفات نفس کے سبب دنیا کی جزا و سزا پر چوں کہ وہ سر دست [فی الحال] واقع ہو جاتی ہے، زیادہ نظر ہوتی ہے، پھر عالم آخرت میں بھی جزا و سزا کے وقوع کو گو کہ عقیدتاً ان اعمال کا ثمرہ جانتے ہیں، مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی موثر و اثر میں، سبب اور مسبب میں سمجھنا چاہئے، اسباب و مسببات دنیویہ میں سمجھتے ہیں، وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمرات آخرت میں ہر گز نہیں سمجھتے، بلکہ قریب قریب اس طرح کا

خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا مستقل سلسلہ ہے، جس کو چاہیں گے پکڑ کر سزا دیں گے، جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالا مال کر دیں گے، اعمال کو گویا اس میں کچھ دخل نہیں ہے، (۱) حالانکہ یہ خیال بے شمار آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے چنانچہ عن قریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ، اس لئے اس مرض کو دفع کرنے کے لئے دو امر ضروری خیال میں آئے:

اول: کتاب و سنت و ملفوظات محققین سے دکھلا دیا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا و سزا واقع ہوگی ایسے ہی دنیا میں بھی بعض آثار ان کے واقع ہوئے ہیں۔

دوم: یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال اور ثمرات آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلانے اور کھانا پکانے میں، یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہونے میں [پیٹ بھرا ہوا ہو جانے میں]، یا پانی چھڑکنے میں اور آگ کے بجھ جانے میں، ان دونوں امروں کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید قوی ہے کہ سر دست جزا اور سزا ہو جانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانہ دنیا پر کارخانہ آخرت کے مرتب ہونے کے غلبہ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہو جانا سہل ہے، آئندہ توفیق اور امداد حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے ہے، اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر، سلیس اردو میں جمع کیا جاتا ہے ’جزاء الاعمال‘ اس کا نام رکھا جاتا ہے۔

(۱) کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہونا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے، جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنت میں نہیں جائے گا۔ ذریعہ اس شبہ یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل پر مغرور نہ مرنے بیٹھ جائے، جزا و آخرت تائمہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، و بس، گویا یہ فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہوتا ہے، سو عمل ہی علت تائمہ کا ایک جز بھرا۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [اعراف: ۵۶]

مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالہ ہذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا ہے۔

ترتیب مضامین:

مقدمہ:

باب اول: اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے؟
 باب دوم: اس بیان میں کہ اطاعت و عبادت کرنے سے دنیا کا کیا کیا نفع ہے؟
 باب سوم: اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے؟
 باب چہارم: اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل و تاثیر ہے؟
خاتمہ: بعض مخصوص اعمال حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جن کے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے، اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لیے باعث بے باکی (بے خوفی) ہو گئے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی تکمیل فرمائے، اور اس کو ذریعہ ہدایت و رشد کا بنادے، اور جو خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جائے اس کو معاف فرمائے۔ (آمین)

وَالْآنَ نَشْرَعُ وَبِهِ نَسْتَعِينُ۔

(حکیم الامت حضرت مولانا) محمد اشرف علی تھانوی (قدس اللہ سرہ)

مقدمہ

اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا اور سزا کے قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے، کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: ﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهِوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ﴾ (۱) یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی (بغاوت) اختیار کی اس چیز سے کہ بے شک وہ اس امر سے منع کیے گئے تھے، سو ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی ہے، اور ارشاد ہے: ﴿فَلَمَّا اسَفُوْنَا اَن تَقْمُنَا مِنْهُمْ﴾ (۲) یعنی جب انہوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا، اور ارشاد ہے: ﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ (۳) یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فیصلہ کر دیں، اور دور کر دیں تم سے تمہاری برائیاں۔ اور ارشاد ہے: ﴿وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلٰى الطَّرِيقَةِ لَا نُسْقِيْنَهُمْ مَّاءً غَدَقًا﴾ (۴) یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت۔ اور ارشاد ہے: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّیْنِ﴾ (۵) یعنی اگر

(۱) : اعراف : ۶۶

(۲) : زخرف : ۵۵

(۳) : انفال : ۲۹

(۴) : جن : ۱۶

(۵) : توبہ : ۱۱

وہ لوگ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں۔
 اور کہیں ”باءِ سبیہ“ لائے ہیں؛ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُ
 أَيْدِيَكُمْ﴾ (۱) یعنی یہ سزا بسبب ان اعمال کے ہے جو کہ تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے
 ہیں۔

اور ارشاد ہے: ﴿بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۲) یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے ہے
 جس کو تم کر رہے تھے۔ اور ارشاد ہے: ﴿ذَلِكَ جَزَاءُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا﴾ (۳) یعنی
 یہ بسبب اس کے ہے کہ انہوں نے انکار کر دیا ہماری نشانیوں کا۔

اور کہیں ”فائے سبیہ“ لائے ہیں؛ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ
 فَآخَذَهُمْ﴾ (۴) یعنی انہوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول کی، پس پکڑ لیا ان
 کو۔ اور ارشاد ہے: ﴿فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ﴾ (۵) یعنی ان لوگوں نے
 موسیٰ و ہارون (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی تکذیب کی، پس ہوئے ہلاک کئے ہوؤں سے۔
 کہیں کلمہ ”لولا“ وارد ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿فَلَوْ لَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلْبَيْتِ
 فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُنْعَثُونَ﴾ (۶) یعنی اگر یونس تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو
 ٹہرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی
 بدولت اس قید سے رہائی ہوئی۔ کہیں لفظ ”لو“ آیا ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا

(۱) : آل عمران : ۱۸۲

(۲) : جمعہ : ۸

(۳) : بنی اسرائیل : ۹۸

(۴) : حاقہ : ۱۰

(۵) : مومنون : ۴۸

(۶) : صافات : ۱۴۳-۱۴۴

مَا يُؤْغُظُونَ بِهِ لَكَ خَيْرٌ أَلْهُمْ ﴿١﴾ یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جس کی وہ نصیحت کیے جاتے ہیں تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔

تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ (تعلق)

ہے۔

(حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی (صاحب تھانوی قدس سرہ)

باب اول

اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے
یوں تو یہ مضر تئیں (نقصانات) اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا، مگر
اس مقام پر اولاً کچھ آیات و احادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی
قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے۔ قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جا بجا (جگہ جگہ) قصے
اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں، کس کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس
(شیطان) کو آسمان سے نکال کر زمیں پر پھینکا؟ یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون
ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی، قرب کے
عوض بعد حصہ میں آیا، تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک، جھوٹ، فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے کہ
جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا؟ وہ کون سی
چیز ہے کہ جس سے ہوائے مُند (تیز ہوا) کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا، یہاں تک کہ زمیں
پر پٹک پٹک کے مارے گئے؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے ”قوم ثمود“ پر چیخ آئی؟ جس سے
اُن کے کلیجے پھٹ گئے اور تمام کے تمام ہلاک ہو گئے؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے قوم لوط
علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جا کر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے؟ وہ
کون سی چیز ہے جس سے قوم شعیب علیہ السلام پر بہ شکل سائبان ابر (بادل) کے عذاب آیا
اور اس سے آگ برسی؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی؟ وہ
کون سی چیز ہے جس سے قارون زمیں میں دھنسیا گیا اور پیچھے سے گھرا اور اسباب اس کے
ہمراہ ہوا؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا جو سخت لڑائی

والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیرِ وزر (الٹ پلٹ) کر ڈالا، اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا؟ اور وہ کون سی چیز ہے جس نے انہیں (بنی اسرائیل کو) طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا؟ کبھی قتل ہوئے، کبھی قید، کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی وہ جلاوطن کئے گئے۔ وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا؟ ان قصوں کو جا بجا ذکر فرمایا گیا، اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد فرمائی:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے

تھے۔

دیکھیے! ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں؟

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا، حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رورہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا: اے ابوالدرداء! ایسے مبارک دن میں رونا کیسا! جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے جبیر! افسوس ہے! تم نہیں سمجھتے، جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے، دیکھو! کہاں تو یہ قوم برسرِ حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل و خوار ہونا تھا، جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو (۱)۔

(۱) أخرجه الإمام أحمد عن جبیر بن نفیر قال: "لَمَّا فُتِحَتْ قَبْرُصُ وَفَرَّقَ بَيْنَ أَهْلِهَا،

فَبَكَى بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، رَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ جَالِسًا وَحْدَهُ يَبْكِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، =

اور مسند میں ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمَ الرِّزْقَ بِالدَّنْبِ يُصِيبُهُ“ (۱)۔ یعنی بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے، گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔

”ابن ماجہ“ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہے رسول اللہ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جب تم ان میں مبتلا کر دیئے جاؤ گے، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ:

۱- جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے، تو وہ طاعون (ایک وہابی مرض) میں مبتلا ہوں گے، اور ایسی ایسی بیماریوں ہیں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔

۲- اور جب کوئی قوم ناپنے تو لنے میں کمی کرے گی، قحط (کیابی) اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گے۔

۳- اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو، مگر بند کیا جائے گا بارانِ رحمت (رحمت کی بارش) ان سے، اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی۔

= مَا يُبْكِيكَ فِي يَوْمٍ أَعَزَّ اللَّهُ فِيهِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ، قَالَ: وَيَحْكُ يَا جُبَيْر! مَا أَهْوَنَ الْخَلْقِ عَلَى اللَّهِ إِذَا هُمْ تَرَكُوا أَمْرَهُ، بَيْنَا هِيَ أُمَّةٌ قَاهِرَةٌ ظَاهِرَةٌ لَهُمُ الْمُلْكُ تَرَكُوا أَمْرَ اللَّهِ -عَزَّوَجَلَّ- فَصَارُوا إِلَى مَا تَرَى“ (الزهد لأحمد بن حنبل، زهد أبي الدرداء: ۱/۱۷۶، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۱) وهو جزء من الحديث الذي رواه ابن ماجه عن ثوبان -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يزيد في العمر إلا البر، ولا يرُدُّ القدر إلا الدعاء، وإنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالدَّنْبِ يُصِيبُهُ“ (سنن ابن ماجه، كتابُ الفتن، باب العقوبات، رقم

(الحديث: ۴۰۲۲)

۴- اور نہیں عہد شکنی (وعدہ خلافی) کی کسی قوم نے مگر مسلط فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو غیر قوم سے، بہ جبر لے لیں گے ان کے اموال کو۔

۵- جب تک ان کے حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں اور اللہ کے حکم کو اختیار نہ کریں، تو اللہ ان کو آپس میں لڑا دیں گے (۱)۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زلزلہ کا سبب دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: جب لوگ زنا کو امرِ مباح (جائز کام) کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں، اور شراہیں پیتے ہیں، اور معازف (گانے بجانے کے آلات) بجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے، زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال (۲)۔

(۱) رواہ ابن ماجہ عن عبد اللہ بن عمر -رضی اللہ عنہ- قال: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! خَمْسٌ إِذَا أُتِلْتُمْ بِهِنَّ، لَمْ تَنْظَهَرْ [الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونَ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُضُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أَخَذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمُؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمَطَّرُوا، وَلَمْ يُنْقَضُوا عَهْدُ اللَّهِ وَعَهْدُ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَذَابًا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَالَهُمْ تَحْكُمُ أَمْتُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَبِتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ، إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بِأَسْهُمُ بَيْنَهُمْ“ . (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، رقم الحديث: ۴۰۱۹)

(۲) رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ -رضی اللہ عنہ- أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ -رضی اللہ عنہا- وَرَجُلٌ مَعَهُ فَقَالَ لَهَا الرَّجُلُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! حَدِّثِينَا عَنِ الزَّلْزَلَةِ، فَقَالَتْ: إِذَا اسْتَبَاحُوا الزَّنَا، وَشَرِبُوا الْخَمْرَ، وَضَرَبُوا بِالْمَغَانِي، وَغَارَ اللَّهُ -عَزَّوَجَلَّ- فِي سَمَائِهِ، فَقَالَ لِلْأَرْضِ: تَزْلِزِي بِهِمْ، فَإِنْ تَابُوا وَنَزَعُوا، وَإِلَّا هَدَمَهَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَعَذَابٌ لَهُمْ؟ قَالَتْ: بَلْ مَوْعِظَةٌ وَرَحْمَةٌ وَبَرَكَاتٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَنَكَالٌ وَعَذَابٌ وَسَخَطٌ =

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جا بجا شہر میں حکم نامے بھیجے، جن کا

مضمون یہ ہے:

بعد حمد و صلوٰۃ کے مدّ عایہ زلزلہ زمیں کا علامتِ عتاب الہی (خدا کا قہر و غضب) ہے، میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ، فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی تضرّع (گر گڑانے) کے لیے، اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝﴾ (۱) تحقیق فلاح پائی، جس شخص نے پاکی حاصل اور ذکر کیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی (۲)

اور کہو کہ جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (۳)

= عَلَى الْكَافِرِينَ، قَالَ: أَنَسُ: مَا سَمِعْتُ حَدِيثًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَا أَشَدَّ فَرَحًا مِنِّي بِهَذَا الْحَدِيثِ“ . (العقوبات لابن أبي الدنيا، أسباب العقوبات وأنواعها: ۲۹/۱، رقم الحديث: ۱۷، دار ابن حزم، بيروت)

(۱) اعلیٰ: ۱۴-۱۵

(۲) كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ: ”إِنَّ هَذِهِ الرَّجْفَةُ شَيْءٌ يُعَاتِبُ اللَّهُ بِهِ الْعِبَادَ، وَقَدْ كُنْتُ كَتَبْتُ إِلَى أَهْلِ بَلَدٍ كَذَا وَكَذَا أَنْ يَخْرُجُوا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَتَصَدَّقَ فَلْيَفْعَلْ—“. (سيرة عمر بن عبدالعزیز، لأبي محمد عبداللہ بن عبد الحکم، رأيه في الزلزلة وأمره الناس بالصدقة: ۱/ ۶۴، عالم الكتب، بيروت) (اور بعض نے ”تزکی“ زکوٰۃ سے لیا ہے، ظاہر اُمیر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی تفسیر ہے)

(۳) اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا، اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جاوے گا۔ (بیان القرآن، اعراف: ۲۳)

اور جس طرح نوح علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿وَالَا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَسِرِينَ﴾ (۱)

اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (۲)

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں، بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں (۳)۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”میں اللہ ہوں“ بادشاہوں کا مالک ہوں، ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں، اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انہی بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں، تم بادشاہوں کو برا کہنے میں مشغول مت ہو، میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا (۴)۔

(۱) اور اگر آپ میری مغفرت نہ فرمادیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمادیں گے تو میں تو بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔ (بیان القرآن، ہود: ۴۷)

(۲) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ پاک ہیں بے شک میں تصور وار ہوں۔ (بیان القرآن، انبیاء: ۸۷)

(۳) رواہ ابن ابی الدنیا عن عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَحُذَيْفَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا أَرَادَ بِالْعِبَادِ نِقْمَةً أَمَاتَ الْأَطْفَالَ، وَأَعْقَمَ أَرْحَامَ النِّسَاءِ، فَتَنَزَّلُ بِهِمُ النِّقْمَةُ وَلَيْسَ فِيهِمْ مَرْحُومٌ“ (العقوبات لابن أبي الدنيا، اسباب العقوبات وانواعها: ۳۴/۱، رقم الحديث: ۲۶)

(۴) مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ خُلَاصِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، مَالِكُ الْمُلْكِ =

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں، اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت عطا کرتا ہوں، اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں، اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی، غضب ناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں، اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے (۱)۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ

= وَمَالِكِ الْمُلُوكِ، قُلُوبُ الْمُلُوكِ بِيَدِي، وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُونِي حَوَّلْتُ قُلُوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمُ بِالرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ، وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِي، حَوَّلْتُ قُلُوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمُ بِالسَّخَطِ وَالنِّقْمَةِ، فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، فَلَا تَشْتَغِلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالذُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوكِ، وَلَكِنْ اشْتَغِلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّفَرُّغِ إِلَيَّ، أَكْفِكُمْ مُلُوكَكُمْ“ (غریب من حدیث مالک مرفوعاً، تفرد به علی بن معبد عن وہب بن راشد (حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء لأبی نعیم الأصفهانی، مالک بن دینار: ۲/۲۸۸، دار الفکر بیروت) قال الدارقطني: وہب بن راشد ضعيف جداً، متروك الحديث، ولا يصح هذا الحديث مرفوعاً، قال: فرواه جعفر بن سليمان عن مالك بن دينار: أنه قرأ في الكتب هذا الكلام وهو أشبه بالصواب (العلل المتناهية لابن الجوزي، حديث في أن قلوب الملوك بيد الحق عز وجل، رقم الحديث: ۱۲۸۱، ص: ۲۶۸) ت: الشيخ خليل الميس، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ عَنْ وَهْبٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّبَّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي بَعْضِ مَا يَقُولُ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: ”إِنِّي إِذَا أَطَعْتُ رَضِيْتُ، وَإِذَا رَضَيْتُ بَارَكْتُ، وَلَيْسَ لِرَبِّكَ نِهَآيَةٌ، وَإِنِّي إِذَا غَضَبْتُ غَضَبْتُ وَإِذَا غَضَبْتُ لَعَنْتُ، وَلَعْنَتِي تَبْلُغُ السَّابِعَ مِنَ الْوَلَدِ“. (كتاب الزهد أحمد

بن حنبل، قصة نوح عليه الصلوة والسلام: ۶۹/۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

کی بے حکمی کرتا ہے، تو اس کی تعریف کرنے والا خود بخود ہجو (مذمت) کرنے لگتا ہے (۱)۔

اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں۔ اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے (لکھے جاتے) ہیں، آسانی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کیے لیے فصلیں مقرر کی جائیں۔

فصل ۱: علم اور نور باطنی سے محرمی

ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے، کیوں کہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَلْقَى عَلَى قَلْبِكَ نُورًا، فَلَا تُطْفِئُهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ“ (۲)۔

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکی معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل ۲: رزق کی کمی

ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے، اس مضمون کی حدیث

(۱) ”أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَتَبْتُ عَائِشَةَ--رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا--إِلَى مُعَاوِيَةَ-رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ-: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَمِلَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، عَادَ حَامِدُهُ مِنَ النَّاسِ دَائِمًا“ . (کتاب الزهد لأحمد بن حنبل، زهد عائشة: ۲۰۶/۱)

(۳) (نقلہ الإمام النووي في تهذيب الأسماء واللغات، فصل في شهادة أئمة الإسلام المتقدمين فمن بعدهم للشافعي بالتقدم في العلم: ۵۸/۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

اوپر آچکی ہے۔

فصل ۳: خدا سے وحشت

ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت [گھبراہٹ سی] رہتی ہے، اور وہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے۔ کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا:

إِذَا كُنْتُ قَدْ أَوْحَشْتُكَ الذُّنُوبُ فَلَدَّهَا إِذَا شِئْتُ وَاسْتَأْنَسَ (۱)

فصل ۴: نیک لوگوں سے وحشت

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے، خصوصاً نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا، اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دور اور ان کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بیوی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ میرے پوری طرح مطیع (فرمانبردار) نہیں رہتے۔

فصل ۵: مقاصد کے حصول میں دشواری

ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دشواری پیش آتی ہے، جیسے تقویٰ اختیار کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں، وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ (۲) ایسے ہی ترک تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

فصل ۶: دل، چہرہ اور آنکھوں کا تاریک و بے رونق ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے، ذرا بھی دل میں

(۱): یعنی جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ سو تجھ کو جب رفع وحشت منظور ہو، گناہ کو چھوڑ اور اُنس حاصل کر لے۔

غور کیا جائے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے، اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے بدعت (۱) و ضلالت (گمراہی) و جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے، اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے، اور پھر چہرے پر ہر شخص کی یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے، فاسق (گنہگار) کیسا ہی حسین و جمیل ہو، مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی، لوگوں کے دلوں میں بغض (کینہ) ہوتا ہے۔

فصل ۷: دل و جسم کا کمزور ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے، دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر (نیکی کے کام) کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود (ختم) ہو جاتی ہے، رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کے تابع ہے، جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا۔ دیکھو تو! کفار فارس و روم کیسے ”قوی الجیش“ (مضبوط جسم والے) تھے، مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں ٹھہر سکے۔

فصل ۸: طاعات سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے، آج ایک طاعت گئی، کل دوسری چھوٹ گئی، پرسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

(۱) وہ رسم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ (اور خیر القرون) میں نہ تھی۔

فصل ۹: عمر میں بے برکتی

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے، اور اس کی برکت ٹلتی ہے؛ کیوں کہ بر (نیکی) سے عمر بڑھ جانا ”حدیث صحیح“ سے ثابت ہے (۱) تو فُجور (گناہ) سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجیے۔ اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے؟ کیوں کہ عمر کی کیا تخصیص ہے، یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں، امیری اور غربی، صحت و مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے، مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے، یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیے۔

فصل ۱۰: معاصی کا خُگر ہونا کہ ترک دشوار ہو جائے

ایک نقصان یہ ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے، وہ تیسری کا، اسی طرح عُدہ عُدہ (آہستہ آہستہ) معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ عاصی (گناہ گار) گناہوں میں گھر جاتا ہے، دوسرا یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے، پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے، اور پھر اس کم بخت میں لطف و لذت بھی نہیں رہتی۔

فصل ۱۱: توبہ کی توفیق نہ ملنا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، اسی حالت میں موت آ جاتی ہے۔

(۱) كَمَامَرٌ مِّن رَّوِيَةِ ابْنِ مَاجَهٍ عَنِ ثَوْبَانَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ - الخ (۱) ، دیکھئے صفحہ نمبر: ۳۹، حاشیہ: ۱

فصل ۱۲: گناہ کو گناہ نہ سمجھنا

ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے، اس کو برا نہیں سمجھتا، نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا، بلکہ خود تقاضاً اس کا ذکر کرتا ہے، ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے، جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”كُلُّ أُمَّتِي مُعَافٍ إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنْ الْأَجْهَارِ أَنْ يَسْتُرَ اللَّهُ عَلَى الْعَبْدِ ثُمَّ يُصْبِحُ يُفْضِحُ وَيَقُولُ: يَا فُلَانُ! عَمِلْتُ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَتَهْتَكَ نَفْسُهُ وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ“ (۱)۔

خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لیے معافی کی امید ہے، مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں، اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاری (پردہ پوشی) فرمائی تھی، مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلان نے! ہم نے فلاں فلاں دن، فلاں فلاں کام کیا تھا، خود اپنی پردہ دری (ہتک عزت) کی، حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا تھا، اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اسی واسطے ایک بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ۱۳: خدا کے دشمنوں سے مشابہت

ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنان خدا میں سے کسی کی میراث ہے، تو گویا

(۱) (منفق علیہ، رواہ مسلم نحوه کتاب الزهد (الرقاق)، باب النهی عن هتك الإنسان ستر نفسه، (قم الحديث: ۷۴۸۵) وفي رواية البخاري عن أبي هريرة رضي الله عنه: إن من المجاهرة أن يعمل الرجل بالليل عملاً، ثم يصبح وقد ستره الله، فيقول: يا فلان! عملت البارحة كذا وكذا، وقد بات يستره ربه، ويصبح يكشف ستر الله عنه“ (كتاب الأدب، باب سر المؤمن على نفسه، رقم الحديث: ۶۰۶۹)

یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے، مثلاً: ”لواطت“ قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، ”کم ناپنا، کم تولنا“ قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، ”غلو (بڑائی) وفساد“ فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے، ”تکبر و تجبر“ قوم ہود علیہ السلام کی، تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع (بناوٹ) و ہیئت بنائے ہوئے ہے۔ مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“ (۱) یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہی میں شمار ہے۔

فصل ۱۴: دربار الہی میں بے قدر و قیمت ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے، اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا، مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ﴾ (۲) یعنی ۔ عزیزے کہ از در گہش سر بتافت بہر در کہ شد، ہیج عزت نیافت اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں، مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی۔

فصل ۱۵: گناہ کا اثر دوسری مخلوقات پر

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست (برا اثر) جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے، اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے، وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں، گناہ کی سزا تو الگ ہوگی، یہ لعنت اس پر طرہ (اضافہ) ہے۔

(۱) (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، رقم الحديث: ۴۰۳۱،

وأخرجه أحمد فی المسند: ۵۰/۲)

(۲) اور جس کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ (بیان القرآن، ج: ۱۸)

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں، جب کہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے، اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

فصل ۱۶: عقل میں فتور و فساد کا پیدا ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور و فساد آ جاتا ہے، کیوں کہ عقل ایک نورانی چیز ہے، کدورت و معصیت سے اس میں کمی آ جاتی ہے، بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقل کی ہے، اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں ہے، ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں، ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں، قرآن مجید منع کر رہا ہے، ایمان منع کر رہا ہے، موت منع کر رہی ہے، دوزخ منع کر رہی ہے، گناہ کرنے سے اس قدر سُور و لذت نصیب نہ ہوگی، جس قدر دنیا و آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے، بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے؟

فصل ۱۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مستحق ہونا

ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے، کیوں کہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے، اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں، ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے، مثلاً: لعنت فرمائی ہے آپ نے اس عورت پر جو گودے (جسم کھود کر رنگ بھرے) اور گودوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے، اور جو دوسرے سے یہ کام لے (۱)۔

(۱) أخرجه الترمذي عن ابن عُمر - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:

”لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَأَشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ“. أبواب الأدب، باب ما جاء =

اور لعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے، اور دینے والے پر، اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر (۱)۔ اور لعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ ہو۔ یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھرایا جائے (۲)۔ اور لعنت فرمائی ہے چور پر (۳)۔

= في الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة رقم الحديث: ۲۷۸۲، ۲۷۸۳ (وأخرج البخاري حديثاً طويلاً في معناه، كتاب التفسير، باب (ماتاكم الرسول فخذوه) رقم الحديث: ۴۸۸۶، ومسلم في كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامعة والمتنمعة والمتفلجات والمغيرات خلق الله تعالى، رقم الحديث: ۵۵۷۱، ۵۵۷۳) وأبو داود في سننه، كتاب الرجل، باب في صفة الشعر، رقم الحديث: ۴۱۶۷، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، وابن ماجه في سننه، كتاب النكاح، باب الواصلة والواشمة، رقم الحديث: ۱۹۸۷، ۱۹۸۹)

(۱) رواه مسلم عن جابر -رضي الله عنه- قال: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الرِّبَا وَمَوْكَلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدِيهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ". (كتاب المساقاة والمزارعة، باب لعن آكل الربا ومؤكله، رقم الحديث: ۴۰۹۳) (وأخرج الترمذي في سننه مثله عن ابن مسعود -رضي الله عنه- إلا أنه لم يذكر: "هم سواء"، أبواب البيوع باب ماجاء في أكل الربا، رقم الحديث: ۱۲۰۶)

(۲) رواه الترمذي عن عليّ وعبد الله بن مسعود -رضي الله عنهما- قال: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ". (أبواب النكاح، باب ماجاء في المحل والمحلل له، رقم الحديث: ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، وأخرجه النسائي عن عبد الله -رضي الله عنه- إلا أنه ذكر المحلل مكان المحل، (كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً وامانه من التغليظ، رقم الحديث: ۳۴۴۶) ترمذي کی اس روایت میں سابقہ دونوں روایتوں کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔ (۳) رواه البخاري عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: =

اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے اور اس کے پلانے والے پر، اور اس کے
نچوڑنے والے پر، اور نچڑوانے والے پر، اور بیچنے والے پر، اور خریدنے والے پر، اور اس
کے دام کھانے والے پر، اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لیے لاد کر لائی جائے (۱)۔
اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے (۲)۔

= ”لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ، فَتَقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتَقْطَعُ يَدُهُ“ . (كتاب
الحدود، باب لعن السارق إذا لم يسم، رقم الحديث: ٦٧٨٣) ”وأخرجه مسلم أيضاً في
سننه عنه -رضي الله عنه- كتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها، رقم الحديث:
٤٤٠٨، وأخرجه أيضاً النسائي في سننه عنه -رضي الله عنه- كتاب قطع السارق، تعظيم
السرقة، رقم الحديث: ٤٨٧٧، وأخرجه أيضاً ابن ماجه في سننه عنه -رضي الله
عنه- كتاب الحدود، باب حد السارق، رقم الحديث: ٢٥٨٣)

(۱) رواه الترمذي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- قَالَ: ”لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةَ: عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ،
وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَآكِلَ ثَمَنِهَا، وَالْمُشْتَرِيَ لَهَا، وَالْمُشْتَرَاةَ لَهَا“ . (أبواب البيوع، باب
النهي أن يتخذ الخمر خلاً، رقم الحديث: ١٢٩٥) (وأخرجه أيضاً ابن ماجه في سننه،
عنه -رضي الله عنه- أبواب الأشرية، باب لعنت الخمر على عشرة أوجه، رقم الحديث:
٣٣٨١، وأخرجه أبو داود في معناه عن ابن عمر -رضي الله عنهما- كتاب الأشرية، باب
العصير، رقم الحديث: ٣٦٧٤، وأخرجه أيضاً ابن ماجه في سننه، عنه -رضي الله
عنه- أبواب الأشرية، باب لعنت الخمر على عشرة أوجه، رقم الحديث: ٣٣٨٠)

(۲) رواه مسلم في صحيحه عَنْ عَلِيٍّ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- قَالَ: ”لَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ
اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُجْدِثًا، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ“ (كتاب
الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله، رقم الحديث: ٥١٢٤- ٥١٦٢)
وأخرجه النسائي أيضاً في سننه عنه -رضي الله عنه- كتاب الضحايا، باب من ذبح
لغير الله عز وجل، رقم الحديث: ٤٤٢٧)

اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بنائے (۱)۔ اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں (۲)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے (۳)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے، یا ایسے شخص کو پناہ دے (۴)۔

(۱) رواہ النسائي في سننه عن ابن عُمَرَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ- قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا". (كتاب الضحايا، النهي عن المجثمة، رقم الحديث: ۴۴۴۶) وأخرجه البخاري في معناه عنه -رضي الله عنهما- كتاب الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلّة والمصبورة والمجثمة، رقم الحديث: ۵۵۱۵، وأخرجه مسلم أيضاً عنه -رضي الله عنهما- كتاب الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان، باب النهي عن صبر البهائم، رقم الحديث: ۵۰۶۱، أخرجه النسائي أيضاً عنه -رضي الله عنهما- في معناه، كتاب البيوع، باب النهي عن المجثمة، رقم الحديث: ۴۴۴۷

(۲) رواه البخاري في صحيحه عن ابن عباس -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا- قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ". (كتاب اللباس، باب الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ، رقم الحديث: ۵۸۸۵) وأخرجه الترمذی أيضاً في سننه، عنه -رضي الله عنهما- أبواب الأدب، باب ما جاء في الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، رقم الحديث: ۲۷۸۴

(۳) قدمر تخریجہ، دیکھیے: صفحہ نمبر: ۵۲، حاشیہ نمبر: ۲

(۴) أخرجه البخاري في حديث طويل عن علي -رضي الله عنه- قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا، أَوْ آوَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ... الخ". (كتاب الجزية والموادعة، باب إثم من عاهد ثم غدر، رقم الحديث: ۳۱۷۹) (وقد مرّ رواية مسلم والنسائي في معناه، انظر صفحة:

اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر (۱)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے (۲)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی جانور سے صحبت کرے (۳)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے (۴)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس

(۱) رواہ البخاری فی صحیحہ: ”نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِّ، وَنَهَى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُومَةِ، وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ“ (كتاب البيوع، باب موكل الربا، لقول الله عز وجل - - الخ، رقم الحديث: ۲۰۸۶ وفي باب ثمن الكلب، رقم الحديث: ۲۲۳۸، وفي كتاب الطلاق، باب مهر البغي والنكاح الفاسد، رقم الحديث: ۵۳۴۷، وفي كتاب اللباس، باب من لعن المصور، رقم الحديث: ۵۹۲۶)

(۲) عن ابن عباس وأبي هريرة - رضي الله عنهم - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ“ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الحدود، الفصل الثالث، رقم الحديث: ۳۵۸۳)

(۳) أخرجه أحمد في مسنده عن عبد الله بن عباس - رضي الله عنهما - قال النبي صلى الله عليه وسلم: ”مَلْعُونٌ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ“. (مسند عبد الله بن عباس، رقم الحديث: ۱۸۷۵، ۲۹۱۶، ۵۷۹/۱، ۸۰۶) وفي رواية عنه - رضي الله عنهما - لَعَنَ اللَّهُ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ (رقم الحديث: ۲۹۱۵، ۲۹۱۷، ۸۰۵/۱، ۸۰۶، عالم الكتب، بيروت)

(۴) رواه مسلم في صحيحه عَنْ جَابِرٍ - رضي الله عنه - أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: ”لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَمَهُ“. (كتاب اللباس، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه وسمه فيه، رقم الحديث: ۵۵۵۲) وأخرجه أبو داود في سننه، عنه - رضي الله عنه - إلا أنه ذكر في رواية: ”أما بلغكم أنني لعنت من وسم البهيمة في وجهها، أو ضربها في وجهها؟“ (كتاب الجهاد، باب النهي عن الوسم في الوجه والضرب في الوجه، رقم الحديث: ۲۵۶۴)

شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے (۱)۔ اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں، اور ان لوگوں پر جو وہاں پر سجدہ کریں، یا چراغ رکھیں (۲)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے، یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکائے (۳)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی کسی عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے (۴)۔

(۱) رواہ الترمذی فی سننہ عن ابی بکر الصدیق - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَ مُؤْمِنًا، أَوْ مَكْرَبَهُ". (أبواب البر والصلة، باب ماجاء في الخيانة والغش، رقم الحديث: ۱۹۴۱)

(۲) رواہ الترمذی فی سننہ عن ابن عباس - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَخَذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالشُّرُجَ". (أبواب الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجداً، رقم الحديث: ۳۲۰، وأخرجه أبو داود أيضاً في سننہ، عنه - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - (كتاب الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، رقم الحديث: ۳۲۳۶) وأخرجه النسائي في سننہ، عنه - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - كتاب الجنائز، التغليظ في اتخاذ السرج على القبور، رقم الحديث: ۲۰۴۵، وأخرجه ابن ماجه في سننہ، عنه - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - أوله، (كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن زيارة النساء القبور، رقم الحديث: ۱۵۷۵)

(۳) عن أبي هريرة - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "من خَبَبَ زوجة امرئٍ أو مَمْلُوكَةً فليس مِنَّا". (أخرجه الإمام أحمد في مسنده، مسند أبي هريرة - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - : ۴/ ۴۴۴، رقم الحديث: ۱۴۶، عالم الكتب بيروت)

(۴) رواہ أبو داود في سننہ عن أبي هريرة - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا". (رواه الترمذی کتاب النکاح، باب في جامع النکاح، رقم الحديث: ۲۱۶۲)

اور ارشاد فرمایا کہ عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے، صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں (۱)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملائے (۲)۔ اور فرمایا کہ جو شخص اپنے ”بھائی مسلمان“ کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں (۳)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہے (۴)۔ اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد

(۱) رواہ البخاری فی صحیحہ عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ. (كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم: آمين والملائكة في السماء، فوافقت إحداهما الأخرى غفر له ماتقدم من ذنبه، رقم الحديث: ۳۲۳۷) وأخرجه مسلم أيضاً في صحيحه، عنه - رضي الله عنه - كتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، رقم الحديث: ۳۵۳۷، وأخرجه أبو داود أيضاً في سننه، عنه - رضي الله عنه - كتاب النكاح باب في حق الزوج على المرأة، رقم الحديث: ۲۱۴۱

(۲) رواہ ابن ماجہ فی سننہ عن ابن عباس - رضي الله عنهما - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”مَنْ اتَّسَبَّ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلِيهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“. (أبواب الحدود، باب من ادعى إلى غير أبيه أو تولى غير موالیه، رقم الحديث: ۲۶۰۹)

(۳) رواہ مسلم فی صحیحہ عن ابن سيرين: سمعتُ أبا هريرة - رضي الله عنه - يقول: قال أبو القاسم صلى الله عليه وسلم: ”مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ؛ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَدْعَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ“. (كتاب البر والصلة والأدب، باب النهي عن الإشارة بالسلاح إلى مسلم، رقم الحديث: ۶۶۶۶) وأخرجه الترمذی أيضاً في سننه، عنه - رضي الله عنه - (أبواب الفتن، باب ما جاء في إشارة المسلم إلى أخيه المسلم، رقم الحديث: ۲۱۶۲)

(۴) (رواه الترمذی فی سننہ عن ابن عمر - رضي الله عنهما - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم =

مچاوے اور قطع رحم کرے (عزیزوں سے تعلق توڑے) اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے۔ (۱)

اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کہ احکام خداوندی کو چھپائے (۲)۔

اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا (نیک) بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایمان دار ہیں، زنا کی تہمت صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹا الزام لگائے (۳)۔

اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کافروں کو مسلمان کے مقابلے میں ٹھیک راہ

پر بتائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے،

اور جو لے، اور جو درمیان میں پڑے (۴)۔

= علیہ وسلم: "إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسْبُونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شُرَكَمَّ". (أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: باب في من سب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۳۸۶۶)

(۱) ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (سورة مائدة: ۳۳)

(۲) ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ مَّ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ﴾ (سورة بقره: ۱۵۹)

(۳) ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (سورة نور: ۲۳)

(۴) رواه أبو داود في سننه عن عبد الله بن عمرو - رضي الله عنهما - قال: "لعن رسول الله =

اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے، اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مورد ہو گیا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ!

فصل ۱۸: فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا، فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ﴾ (۱)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش کے گرد و پیش ہیں، وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں، ایمان والوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے، ایسے لوگوں کو بخش دیجیے جو آپ کی

= صلی اللہ علیہ وسلم الراشي والمرتشي . (كتاب القضاء، باب في كراهية الرشوة، رقم الحديث: ۳۵۸) وأخرجه الترمذي أيضاً في سننه، عنه -رضي الله عنه -أبواب الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، رقم الحديث: ۱۳۳۷) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه -رضي الله عنه - إلا أنه ذكر: "لعنة الله" مكان لعن رسول الله. (أبواب الأحكام، باب التغليظ في الحيف والرشوة، رقم الحديث: ۲۳۱۳) وأخرجه أحمد في مسنده عن ثوبان -رضي الله عنه - وزاد: والراتش، يعنى الذى يمشى بينهما- (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند ثوبان -رضي الله عنه - رقم الحديث: ۲۲۷۶۲، ۴۵۷/۷، عالم الكتب، بيروت) وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، عنه -رضي الله عنه - زاد: والراش -قال: الذى يعمل بينهما- (شعب الإيمان، باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، رقم الحديث: ۳/۵۵۰، ۳۹۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں، اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجیے۔

دیکھیے! اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ چلتے ہیں، جس شخص نے گناہ کر کے وہ راہ (۱) چھوڑ دی اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

فصل ۱۹: خشکی اور تری میں فساد برپا ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں، پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتے ہیں؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ (۲)

یعنی ظاہر ہو گیا بگاڑ خشکی اور تری میں، بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانے میں گیہوں (گندم) کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا، یہ ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ ”زمانہ عدل“ میں پیدا ہوتا تھا۔ اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آئے گا چوں کہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور ز میں گناہوں سے پاک ہو جائے گی، پھر اس کی برکتیں عود (لوٹ) کر آئیں گی، یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ یک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اس کے

(۱) یعنی راہ ہدایت چھوڑ دی

(چھلکے کے) سایہ میں بیٹھ سکیں گے (۱)۔ انگور کا خوشہ (گچھا) اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار (بوجھ) ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روزِ روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ (نتیجہ) ہے۔

فصل ۲۰: حیا و غیرت سے محروم ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے، اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گزرے تھوڑا ہے، اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں۔

فصل ۲۱: اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دل سے نکل جانا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت (بڑائی) اس کے دل سے نکل جاتی ہے، بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہو سکتی؟ جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی، پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

فصل ۲۲: نعمتوں کا چھن جانا اور بلاؤں کا ہجوم

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی (چھن جاتی) ہیں، اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے (۲)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا، مگر بسبب گناہ کے، اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا، مگر بسبب توبہ کے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) أخرجه الترمذي عن النّوّاس بن سَمْعَانَ الْكَلَابِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ، قَالَ: "ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَخْرِجِي ثَمَرَتَكَ وَرُدِّي بَرَكَتَكَ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعَصَابَةُ الرَّمَانَةَ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقَحْفِهَا۔۔ الخ"۔ (أبواب الفتن، باب ماجاء في فتنة الدجال، رقم الحديث: ۲۲۴۰)

(۲) کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں؟ کیوں کہ یہ استدراج (مہلت =

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ (۱)

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے بسبب آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔

اور ارشاد ہے: ﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (۲)

یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو، یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

فصل ۲۳: القاب مدح و شرف کا سلب ہونا اور القاب مذمت کا مستحق ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح و شرف (۳) کے القاب سلب ہو کر مذمت (۴) اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں، مثلاً: نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے: مومن، بر (۵)، مطیع، منیب (۶)، ولی، ورع (۷)، مصلح، عابد،

= دینا ہے، اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے، جیسے: مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلم قد اسزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے اس وقت اکھٹی سزا ہو۔

(۱) شوری: ۳۰

(۲) سورہ: انفال: ۵۳

(۳) تعریف و عزت

(۴) برائی

(۵) نیک

(۶) رجوع کرنے والا

(۷) پرہیزگار

خائف (۵)، اڈاب (۶)، طیب (۷)، رضی (۸)، تائب (۹)، حامد (۱۰)، راکع (۱۱)،
ساجد (۱۲)، مسلم (۱۳)، قانت (۱۴)، صادق، صابر، خاشع (۱۵)، متصدق (۱۶)، صائم،
عفیف (۱۷)، ذاکر، ونحو ذلک۔

جب برا کام کیا تو یہ خطابات ملے: فاجر، فاسق، عاصی (۱۸)، مخالف (۱۹)،
مسیء (۲۰)، مفسد (۲۱)، خبیث (۲۲)، مسخوط (۲۳)، زانی، سارق (۲۴)، قاتل،
کاذب (۲۵)، خائن (۲۶)، لوطی، قاطع رحم (۲۷)، متکبر، ظالم، جاہل، وغیر ذلک۔

فصل ۲۴: شیاطین کا تسلط

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں، کیوں
کہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعدا (دشمن) کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے،

(۵) ڈرنے والا (۶) بار بار رجوع کرنے والا

(۷) پاک (۸) پسندیدہ

(۹) توبہ کرنے والا (۱۰) تعریف کرنے والا

(۱۱) رکوع کرنے والا (۱۲) سجدہ کرنے والا

(۱۳) گردن جھکانے والا (۱۴) صالح

(۱۵) عاجزی کرنے والا (۱۶) صدقہ کرنے والا

(۱۷) پاک دامن (۱۸) نافرمان

(۱۹) دشمن (۲۰) خطا کار

(۲۱) فساد کرنے والا (۲۲) ناپاک

(۲۳) غصہ کیا گیا (۲۴) چور

(۲۵) جھوٹ بولنے والا (۲۶) خیانت کرنے والا

(۲۷) عزیزوں سے تعلق توڑنے والا

جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا، پھر شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب و زبان، دست و پا (ہاتھ و پاؤں) چشم و گوش (آنکھ و کان) سب اعضا کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

فصل ۲۵: اطمینان قلب سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشان سا ہو جاتا ہے، ہر وقت کھٹکا (ڈر) لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے، کہیں عزت میں فرق نہ آجائے، کوئی بدلہ نہ لینے لگے، میرے نزدیک معیشت ضنک بمعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

فصل ۲۶: مرتے وقت کلمہ طیبہ سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے، یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا، بلکہ جو افعال حالت حیات میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد (واقع ہونا) ہوتے ہیں۔

ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس (عمدہ) ہے، یہ خریدار بڑا خوش معاملہ (لین دین میں اچھا) ہے، آخر اسی حالت میں مر گیا۔ کسی سائل کی حکایت ہے: مرتے وقت کہتا تھا: اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اسی میں تمام ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص کو نزع (موت) کے وقت کلمہ پڑھانے لگے، کہنے لگا: آہ آہ! میرے منہ سے نہیں نکلتا۔ اور بہت سے حالات اس وقت کے ان کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے، خدا جانے اور کیا گزرتی ہوگی؟ خدا کی پناہ!

فصل ۲۷: رحمت الہیہ سے ناامید ہونا

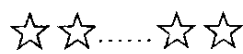
ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے رحمت الہیہ سے ناامیدی ہو جاتی ہے، اس

وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے، کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ ”لا إله إلا الله“ کہہ، اس نے گانا شروع کیا: تاتا تن تئا، اور کہنے لگا: جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں، آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہو گیا۔

کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے، بولا: اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی ہی نہیں، وہ بھی یوں ہی مرا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا، کہنے لگا: میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑ لیتا ہے۔
اللَّهُمَّ احْفَظْنَا [منہ]!

رجوع بہ مقصود

یہ چند مضرتیں [نقصانات] دنیوی جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں، اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آ سکتے ہیں، اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں، جو عنقریب مختصر اُمد کو رہوں گی۔ (ان شاء اللہ) عاقل ہرگز پسند نہیں کر سکتا کہ ذرا سی اشتہائے کاذب [جھوٹی خواہش] کے لئے اتنا پہاڑ مصائب اور کلفتوں [تکلیفوں] کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد اور مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا، یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین! ثم آمین!



باب دوم

اس بیان میں کہ طاعت و عبادت و اعمال صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے

اعمال صالحہ کے دنیوی فوائد

علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا التزاماً اپر مذکور و مفہوم ہو چکے، اس چند فصلیں ہیں:

فصل ۱: رزق میں بڑھوتری

اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ﴾ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر وہ لوگ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو نازل کی گئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے یعنی قرآن (مراد یہ ہے کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے، تورات و انجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد (وعدہ) تورات و انجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے، اگر ایسا کرتے) تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے۔ (اوپر سے کھانا یہ ہے کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا)۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکام الہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

فصل ۲: برکتوں کا نزول

اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (۱)

یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے، البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے، لیکن انہوں نے تو جھٹلایا، پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے۔ یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

فصل ۳: تکالیف و پریشانیوں سے نجات

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا، اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر، وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

فصل ۴: حصول مقاصد میں آسانی

اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (۳)

(۱) اعراف: ۹۶

(۲) طلاق: ۲، ۳

(۳) طلاق: ۴

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے، کر دیتے ہیں اس کے کام میں آسانی۔ مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

فصل ۵: پاکیزہ زندگی

اس بیان میں کہ طاعت سے زندگی مزے دار ہو جاتی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص عمل کرتا ہے نیک، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو، پس البتہ زندگی دینی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری یعنی بالطف ولدت۔

فی الواقع کھلی آنکھوں سے یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا ساطف و راحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

فصل ۶: بارش کا ہونا اور مال و اولاد میں اضافہ

اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے، مال بڑھتا ہے، اولاد ہوتی ہے، باغ پھلتا ہے، نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے۔

كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ اَنْهَارًا ۝﴾ (۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، بے شک وہ بڑے بخشنے والے ہیں، بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی، اور زیادہ کریں گے تمہارے اموال و اولاد،

(۱) نحل: ۹۷

(۲) نوح: ۱۰-۱۲

اور مقرر کریں گے تمہارے لیے باغ، اور مقرر کریں گے تمہارے لیے نہریں۔

فصل ۷: برکات کا نزول اور بلاؤں سے حفاظت

اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات

وشرور (مصیبتوں اور برائیوں) کو) ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ان کے لیے حامی و مددگار ہونا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے۔

فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ

آمَنُوا﴾ (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اس وقت کو یاد کرو جب کہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار

فرشتوں کو کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔

فصل ۸: عزت و بلندی کا ملنا

سچی عزت عنایت ہونا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (۴)

(۱) حج: ۳۸

(۲) بقرہ: ۲۵۷

(۳) انفال: ۱۲

(۴) منافقون: ۸

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی عزت، اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، اور ایمان والوں کے لیے۔

مراتب بلند ہونا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ﴾ (۱)

یعنی اللہ تعالیٰ مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔
دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ

الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾ (۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے، بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت۔

ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں، اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو، پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے: فَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ (۳)۔ یعنی مقرر کی جاتی ہے اس کے لیے قبولیت دنیا میں۔

(۱) مجادلہ: ۱۱

(۲) مریم: ۹۶

(۳) أخرجه الشيخان في صحيحهما عن أبي هريرة - رضي الله عنه - واللفظ للبخاري، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: "إذا أحبَّ الله العبدَ نادى جبريل: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فلانًا فأحبه، فيحبه جبريل، فينادى جبريل في أهل السماء: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فلانًا فأحبه، فيحبه أهل السماء، ثم يوضع له القبول في الأرض". (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، صلوات الله عليهم، رقم الحديث: ۳۰۲۹) (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأدب، باب إذا أحبَّ الله عبداً أمر جبرئيل فأحبه وأحبه أهل السماء، =

اس کی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات و جمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔

تو ہم گردن از حکم داور میچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیج
تو خدا کے حکم سے گردن مت پھیر، تیرے حکم سے کوئی گردن نہ پھیرے گا۔
قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً﴾ (۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: کہہ دیجیے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے۔
اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں، نصوص فضائل ایمان میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

فصل ۹: مالی نقصان کا تدارک

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل (اچھا بدلہ) مل جاتا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي آيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذُ مِنْكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے، تو جو مال تم سے

= ثم يوضع له القبول في الارض، رقم الحديث: ۶۷۰۵

(۱) حم السجدة: ۴۴

(۲) انفال: ۷۰

لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے، اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔

فائدہ: یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری، جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا، ان سے وعدہ ٹھرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصل ۱۰: شکر کرنے پر نعمت میں اضافہ

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے روز بروز نعمتوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر تم شکر کرو گے البتہ زیادہ دوں گا تم کو۔

فصل ۱۱: خیرات کرنے سے مال میں برکت

اس بیان میں کہ طاعت میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْمُضْغِفُونَ﴾ (۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی

چاہتے ہو، بس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں۔ یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

فصل ۱۲: اطمینان قلب کا حصول

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت و اطمینان پیدا

ہو جاتا ہے، جس کی لذت کے رو بہ رو (سامنے) ہفت اقلیم (ساتوں براعظم) کی سلطنت

(۱) ابراہیم: ۷

(۲) روم: ۳۹

گرد ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔

قال العارف الشیرازی رحمہ اللہ:

بہ فراغ دل زمانے نظر بماہر وے بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

خالی دل کے ساتھ کسی حسین چہرہ کو ایک وقت ایک بار دیکھ لینا شاہی چھتر اور تمام

دن کے شور مچانے سے بہتر ہے۔

ایک اور بزرگ سبخر نے بادشاہ ملک نیمروز کو ایک خط کے جواب میں لکھا تھا:

چوں چتر سبخری رخ بختم سیاہ باد در دل اگر بود ہوس ملک سبخرم

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب من ملک نیمروز بیک جوئی خرم

شاہ سبخر کے چھتر کی طرح میرے بخت کا چہرہ بھی سیاہ ہو جائے، اگر میرے دل

میں ملک سبخر کی خواہش ہو، جس وقت سے ملک نیم شب کی مجھے خبر ملی تو میں نے ارادہ کر لیا

کہ میں ایک جو کے عوض میں ملک نیمروز کو نہیں خریدوں گا۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم

ہیں، تب تو وہ بڑے مزے دار عیش میں ہیں۔ دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس! یہ

غریب دنیا دار، دنیا سے رخصت ہو گئے، نہ انہوں نے عیش دیکھا نہ مزہ۔ تیسرے صاحب

فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جائیں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ

زنی کرنے (تلوار چلانے) لگیں۔

کبھی یہاں تک اس لذت کا مزہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں،

بلکہ لذت قرب کے رہتے ہوئے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں، اور جو یہ لذت نہیں تو جنت کو ہیچ (کم) قرار دیتے ہیں؛ قال العارف الرومی رحمہ اللہ:

ہر کجا دل بر بود خرم نشیں فوق گردون است نے قعر ز میں
ہر کجا یوسف رنے باشد چو ماہ جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ
باتو دوزخ جنت ست اے جاں فزا بے تو جنت دوزخ است اے دل ربا
جس جگہ محبوب تشریف فرما ہوں عاشق کے نزدیک وہ جگہ آسمان سے بھی اونچی
ہے، زمیں کا گڑھا نہیں۔ جس جگہ کوئی چہرہ یوسفی چاند کی طرح روشن ہو وہ جگہ جنت ہے،
گرچہ وہ کنواں کی گہرائی کیوں نہ ہو۔ اے محبوب! تیری معیت میں دوزخ بھی جنت کی
طرح ہے، اور تیرے بغیر جنت بھی دوزخ کی طرح ہے۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہوگی!

فصل ۱۳: والدین کی نیکی سے اولاد کو نفع پہنچنا

اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد کو نفع پہنچتا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي قِصَّةِ خُضْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ
لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزُ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا
فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ﴾ (۱)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو
وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں، اور اس دیوار کے
نیچے ان کا خزانہ گڑا (دفن) ہے، اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا، پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا
کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے

پروردگار کی طرف سے۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا، سبحان اللہ! نیکو کاری کے آثار نسل میں چلتے ہیں، آج کل لوگ اولاد کے لیے طرح طرح کے سامان، جائیداد، روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑ جانے کی فکر کرتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائیداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

فصل ۱۴: قبل از موت بشارتوں کا ملنا

اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے، نہ وہ مغموم (پریشان) ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، ان کے لیے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔

حدیث شریف میں اس کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بشری سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے، (۲) مثلاً: خواب میں دیکھا کہ بہشت (جنت) میں چلا گیا، یا اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا، یا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے امید کو قوت

(۱) یونس: ۶۲-۶۴

(۲) قال الإمام القرطبي في تفسير هذه الآية: عن أبي الدرداء - رضي الله عنه - قال: سألت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عنها، فقال: "ما سألتني أحد عنها غيرك منذ أنزلت، هي الرؤيا الصالحة، يراها المسلم أو ترى له" - خرجه القرطبي في جامعہ - (الجامع لأحكام القرآن، سورة يونس، الآية: ۶۳، ۲۵۷/۸، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

اور قلب کو فرحت (خوشی) ہوگئی۔

فصل ۱۵: مرتے وقت فرشتوں کی طرف سے خوشخبری

اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ۝ نَزَّلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝﴾ (۱)

یعنی: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں، پھر وہ مستقیم (درست) رہے، اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے، جیسا کہ مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو، نہ غم کرو، اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم وعدہ کیے جاتے تھے، ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں، اور بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کریں گے تمہارے نفس، اور تمہارے لیے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے، بطور مہمانی کے، بخشے والے مہربان کی طرف سے۔

دیکھیے! اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

فصل ۱۶: حاجت روائی میں مدد

اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ (۲)

(۱) حم السجدة: ۳۰-۳۲

(۲) سورة بقرہ: ۴۵

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں (کما قالہ المفسرون)
صبر اور نماز سے۔

حدیث شریف میں اس استعانت (مدد طلب کرنے) کا ایک خاص طریق وارد
ہوا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے، اس کو چاہیے کہ اچھی
طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کہے مثلاً: سورہ فاتحہ پڑھ لے،
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے، پھر یہ دعا پڑھے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ،
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَغَزَائِمَ
مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا
إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا قَضَيْتَهَا
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ (۱)۔

فصل ۱۷: تردد کا دور ہونا/ استخارہ کا طریقہ

اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملے میں یہ تردد [الْبَحْثُ
] کہ کیوں کر کرنا بہتر ہوگا، رفع ہو جاتا ہے، اور اسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں
سراسر خیر ہو، احتمالِ ضرر بالکل نہیں رہتا، گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ

(۱) (أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ، أَبَوَابُ الْوُتْرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ، رَقْمُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے: جب تم کو کسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا، مثلاً: کسی سفر کی نسبت تردد ہو کہ اس میں نفع ہوگا یا نقصان؟ اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو، تو دو رکعت پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ أَنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي“ (۱)

اور ایک روایت میں بجائے ”فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي“ کے یہ الفاظ ہیں: ”عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ“ (۲)

فَاقْدِرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي۔“ یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي
بہ۔“ (۳) اپنے کام کا نام بھی لے (یا فقط دل میں سوچ لے یعنی بجائے ”هذا الأمر“)

(۱) یہ حدیث مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہے

(۲) پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے۔

(۳) (أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ جَابِرٍ - عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كِتَابُ التَّهَجُّدِ،

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنً مَثْنً، رَقْمُ الْحَدِيثِ: ۱۱۲۶) وَالتِّرْمِذِيُّ أَيْضًا فِي سُنَنِهِ، عَنْهُ

- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - (أَبْوَابُ الْوُتْرِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْاسْتِخَارَةِ، رَقْمُ الْحَدِيثِ: ۱۳۸۳)

(مَشْكُوتُ الْمَصَابِيحِ، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ التَّطَوُّعِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ، رَقْمُ الْحَدِيثِ: ۱۳۲۳،

۲۵۷/۱ دار الكتب العلمية، بيروت)

کے کہے، مثلاً: هَذَا السَّفَرُ، يَاهَذَا النِّكَاحُ یا مثل اس کے۔

فصل ۱۸: تمام مہمات میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری

بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات (مشکلات) کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرمالیتے ہیں، ترمذی رحمہ اللہ نے ابوالدرداء وابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنادیا کروں گا (۱)۔

فصل ۱۹: مال میں برکت

بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: اگر سچ بولیں بائع و مشتری اور ظاہر کر دیں اپنے مال کی حالت، برکت ہوتی ہے دونوں کے لیے ان کے معاملے میں، اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں، محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کے معاملہ کی روایت کیا اس کو بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے (۲)۔

(۱) أخرجه الترمذي في سننه عن أبي الدرداء أو أبي ذر - رضي الله عنهما - عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: عن الله تبارك وتعالى أنه قال: "ابن آدم اركع لي أربع ركعات من أول النهار أكفك آخره". (أبواب الوتر، باب ماجاء في صلوة الضحى، رقم الحديث: ۴۷۵)

(۲) أخرجه الشيخان في صحيحيهما والترمذي في سننه، واللفظ للبخاري عن حكيم بن حزام - رضي الله عنه -: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "البيعان بالخيار حتى يتفرقا، قال همام وجدت في كتابي: يختار ثلاث مرار، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما، وإن كذبا وكتما، فعسى أن يربحاربعا ويمحقا بركة بيعهما". (كتاب البيوع، باب إذا كان البائع بالخيار، هل يجوز البيع، رقم الحديث: ۲۱۱۴، وفي باب: إذا بين =

فصل ۲۰: سلطنت کا باقی رہنا

دین داری سے بادشاہی باقی رہتی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ امر خلافت و سلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا، جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دے گا، جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں (۱)۔

فصل ۲۱: غضب الہی اور سوء خاتمہ سے حفاظت

بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بری حالت پر موت نہیں آتی، ترمذی رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری موت کو (۲)۔
یعنی جس میں خواری (رسوائی) و فضیحتی (ذلت) ہو یا خاتمہ برا ہو۔ نعوذ باللہ!

فصل ۲۲: عمر میں برکت

دعا سے بلا ملتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

= البیعان ولم یکتما ونصحاً۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۹ (صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق فی البیع والبیعان، رقم الحدیث: ۳۸۵۸) (جامع الترمذی، أبواب البیوع، باب ما جاء: البیعان بالخیار ما لم یترفقا، رقم الحدیث: ۱۲۴۶)

(۱) رواہ الإمام البخاری فی صحیحہ عن معاویہ -رضی اللہ عنہ- قال: فإني سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "إن هذا الأمر فی قریش، لا یعادیہم أحد إلا کبه اللہ علی وجهہ ما أقاموا الدین". (کتاب المناقب، باب مناقب قریش، رقم الحدیث: ۳۵۰۰)

(۲) أخرجه الترمذی فی سنہ عن أنس بن مالک -رضی اللہ عنہ- قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "إن الصدقة لتطفی غضب الرب وتدفع ميتة السوء". (أبواب الزکوة، باب ما جاء فی فضل الصدقة، رقم الحدیث: ۶۶۴)

سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: نہیں ہٹاتی قضا (تقدیر) مگر دعا (۱) اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی۔ روایت کیا اس کو ترمذی رحمہ اللہ نے (۲)۔

فصل ۲۳: تمام حاجتوں کا پورا ہونا

سورہ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں، عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورہ یٰسین پڑھے شروع دن میں، پوری کی جائیں گی اس کی تمام حاجتیں۔ روایت کیا اس کو دارمی رحمہ اللہ نے (۳)۔

فصل ۲۴: فقر و فاقہ سے حفاظت

سورہ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص کہ سورہ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں، نہ پہنچے گا اس کو فاقہ کبھی۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (۴)۔

(۱) اس حدیث سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آیا، یہ اثر بھی تقدیر سے ہے۔

(۲) أخرجه الترمذي في سننه عن سلمان - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا يرد القضاء إلا الدعاء، ولا يزيد في العمر إلا البر". (أبواب القدر، باب ما جاء لا يرد القدر إلا الدعاء، رقم الحديث: ۲۱۳۹)

(۳) رواه الدارمي في سننه مرسلًا عن عطاء بن أبي رباح قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من قرأ يس في صدر النهار قضيت حوائجه". : (كتاب فضائل القرآن، باب في فضائل يس، رقم الحديث: ۳۴۱۸، ۵۴۹/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) رواه البيهقي في شعب الإيمان عن ابن مسعود - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم يصبه فاقة أبداً". وفي رواية: "لم تصبه فاقة أبداً". (باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور والآيات، رقم =

فصل ۲۵: تھوڑے کھانے میں برکت

ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہو جاتی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا، پھر وہ مسلمان ہو گیا تو تھوڑا کھانے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافرسات آنت میں کھاتا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری رحمہ اللہ نے (۱)۔

فصل ۲۶: بیماری سے حفاظت

بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا، حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ

تَفْضِيْلًا (۲)۔

(= الحديث: ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲/۴۹۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۱) رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة - رضي الله عنه - أن رجلا كان يأكل أكلاً كثيراً، فأسلم فكان يأكل أكلاً قليلاً، فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: "إن المؤمن يأكل في معي واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء". (كتاب الأطعمة، باب، المؤمن يأكل في معي واحد، رقم الحديث: ۵۳۹۷) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه - رضي الله عنه - دون قصة الرجل - (أبواب الأطعمة، باب المؤمن يأكل في معي واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، رقم الحديث: ۳۲۵۶)

(۲) رواه الترمذي في سننه عن عمر وأبي هريرة - رضي الله عنهما -، واللفظ لرواية عمر - رضي الله عنه - أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من رأى صاحب بلاءٍ فقال: =

سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ (۱)

فصل ۲۷: افکار کا زائل ہو جانا

بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں، قرض ادا ہو جاتا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھ کو ایسا کام بتا دوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کر دے، اور تیرا قرض بھی ادا کر دے، اس شخص نے عرض کیا بہت خوب! فرمایا: صبح و شام یہ کہا کر: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ“۔ (۲)

= الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلاً، إلا عوفي من ذلك البلاء كائناً ما كان ما عاش“ .

(۱) (أبواب الدعوات، باب ما جاء إذا رأى بمتلى، رقم الحديث: ۳۴۳۱، ۳۴۳۲) وأخرجه ابن ماجه في سننه عن ابن عمر، -رضي الله عنه- (أبواب الدعاء، باب ما يدعوا به الرجل إذا نظر إلى أهل البلاء، رقم الحديث: ۳۸۹۲)

(۲) رواه أبو داود في سننه عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم المسجد، فإذا هو برجل من الأنصار يقال له: أبو أمامة، فقال: ”يا أبا أمامة، مالي أراك جالساً في المسجد في غير وقت الصلوة“؟ قال: هُمُومٌ لَدِمَتْنِي وديونٌ يا رسول الله! قال: ”أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلَاماً إِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ اللَّهُ هَمَّكَ وَقَضَى عَنْكَ دِينَكَ“، قال: قلت: بلى يا رسول الله، قال: ”قل: إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ، قال: ففعلت ذلك، فأذهب الله همي وقضى عني ديني“ . (كتاب الوتر، باب في الاستعاذة، رقم الحديث: ۱۵۵۵)

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا، سو میرے سارے غم و فکریں بھی جاتے رہے اور قرض بھی ادا ہو گیا۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (۱)۔

فصل ۲۸: سحر و جادو سے حفاظت

بعض دعا ایسی ہے کہ سحر و غیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے، حضرت کعب الأحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کہ اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے، کسی نے پوچھا: وہ کلمات کیا ہیں؟ انہوں نے یہ بتلائے:

أَعُوذُ بِوَجْهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ، وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، وَبِأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرٍّ مَا خَلَقَ وَبَرٍّ أَوْ ذَرَأٍ۔ روایت کیا اس کو مالک رحمہ اللہ نے (۲)۔

اسی طرح طاعات میں اور بے شمار فوائد و منافع ہیں، جو قرآن شریف و حدیث شریف میں اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں، اور ہم کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہیں ان کی زندگی ایسی حلاوت و لطف سے بسر ہوتی ہے کہ اس کی نظیر امراء (مال داروں) میں نہیں ملتی، ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے، ان کے دلوں میں نورانیت ہوتی ہے جو اصلی مایہ سرور ہے۔ یا الہی! سب کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائیے اور اپنی رضا مندی و قرب نصیب فرمائیے۔

(۱) (حوالہ سابق)

(۲) (رواہ الإمام مالک فی المؤطا عن القعقاع بن حکیم، أن کعب الأحبار قال: "لولا کلمات أقولهن لجعلتنی یهود حماراً، فقلیل له: وما هن؟ فقال: -- الخ". (کتاب السعیر، باب ما یؤمر به من التعود، رفع الحدیث: ۱۲: ۹۵۱/۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

باب سوم

اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے جاننا چاہئے کہ کتاب و سنت اور کشف (۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالم دنیا کے دو عالم اور بھی ہیں، ایک کو برزخ [مرنے کے بعد قیامت تک کا زمانہ] اور دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں، اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے، دونوں کو شامل ہے، تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے وہ فوراً عالم برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے، اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں، اس عالم کا نام قبر بھی ہے، پھر انہیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا جس کو یوم حشر و نشر کہتے ہیں۔

اعمال کے مراتب و جودی

سو ہر عمل کے مراتب و جودی تین ہوئے: صدور، ظہورِ مثالی، ظہورِ حقیقی۔ اس مضمون کو فوٹوفون سے سمجھنا چاہیے، جب کوئی آدمی بات کرتا ہے اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں: ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فوٹوفون میں وہ الفاظ بند ہو گئے، تیسرا مرتبہ یہ کہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہ پیدا ہو جائے، سو منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے، اس میں بند ہونا عالم برزخ کی، پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی، سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی فوٹوفون میں بند ہو جاتے ہیں، اور اس میں شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی اس کے خلاف نہ نکلے گی۔ اسی طرح مؤمن کو اس میں شک نہ کرنا چاہیے کہ جس

(۱) الہام والقا، اصطلاح تصوف میں وہ قلبی کیفیت جس کے ذریعے پوشیدہ امور کا علم ہو جاتا ہے۔

وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالم مثال میں منقش ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا، اس بنا پر یقین ہو گیا کہ آخرت کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں، (۱) سو جیسے فوٹوفون کے قرب و محاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے، کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار اس شخص کے رُوبہ رُو [آمنے سامنے] پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹوفون بعد میں کھولا جائے گا، اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجال انکار نہ ہوگا؛ کیوں کہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ [خاص وصف] ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہو گیا اور کچھ۔ اسی طرح صدورِ اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کہیں جمع ہوتا ہے اور بلا کی و بیشی کے ایک روز کھل پڑے گا، اور اس وقت کوئی عذر، حیلہ احتمال کمی و بیشی کا نہ چل سکے گا اور اگر یہ خیال غالب ہو جائے، تو گناہ کرنے سے ایسا اندیشہ [خوف] ہو جیسا فوٹوفون کے رُوبہ رُو گالیاں دینے سے جب کہ یقین ہو کہ بادشاہ کے رُوبہ رُو کھولا جائے گا، اور میں اس وقت حاضر ہوں گا۔

یاد دوسری موٹی مثال سمجھیے: درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں: اول تخم [بج] ڈالنا، دوسرے اس کا زمین سے نکلنا، تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا، سو عاقل سمجھتا ہے کہ (۱) اور یہ شبہ نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہو جاتا ہے، اسی طرح دوزخی سے جنتی، اس سے تو صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے؟ جواب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ تقدیر کا تمام امور اختیار یہ میں واقع ہوا کرتا ہے، بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبہ تقدیر سے مریض مر جاتا ہے، مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتے۔ اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے، اتفاقِ شاذہ پر حکم نہیں لگایا جاتا، سو یہ صورت اتفاقی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال، دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ

أَعْطَى وَاتَّقَى﴾ (لیل: ۵)

درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا ابتدائی کارخانہ نہیں، بلکہ اسی تخم پاشی [بیج بونے] پر مبنی ہے، اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے اور آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے، آثار آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگنا ہے، ثمرات برزخ و آخرت بالکل انھیں اعمال اختیار یہ پر مبنی ٹھہرے، جیسا کہ جو [ایک قسم کا اناج] بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا، اسی طرح اعمال بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمرات نیک شاید ہم کو مل جائیں؟ اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ ”الْذُّنْيَا مَزْرَعَةٌ الْآخِرَةُ“ (۱)

ایک بزرگ کا قول ہے:

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو
گندم سے گندم اور جو سے جو برآمد ہوتا ہے، لہذا پاداش عمل سے غافل نہ ہو۔
اور جس طرح تخم جو اور درخت جو میں مماثلت نہیں ہوتی، مگر معنوی مماثلت یقینی ہے، جس کو اہل نظر سمجھتے ہیں، اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے، جس کے سمجھنے کے لیے بصیرت کی ضرورت ہے، باقی جس طرح درخت جو کے پھلانے والوں کا قول قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی، خواہ مناسبت سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اسی طرح ثمرات اعمال کو پہچان کر بتلانے والوں کا [یعنی انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کا] ارشاد واجب القبول ہے، خواہ مناسبت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

(۱) قال السخاوي: لم أقف عليه مع إيراد الغزالي له في ”الإحياء“ قلت: (الملا علي

القاري): معناه صحيح يقتبس من قوله تعالى [من كان يريد حرث الآخرة نزدله في

حرثه] . (الموضوعات الكبرى لملا علي القاري: ۲۰۶/۱، رقم: ۲۰۵، المكتبة

الإسلامي بيروت)

موت کے بعد اعمال کے ثمرات

اب ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آئیں گے، خواہ برزخ میں یا آخرت میں، ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں، بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے، اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال و ثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آ جاویں:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (۱)

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا

يَرَهُ ۝﴾ (۲)

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَأَنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى

بِنَاحِسِينَ﴾ (۳)

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَقُولُونَ يُؤْتِلَتْنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً

إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ (۴)

(۱) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا، مگر اس کے پاس ایک تاک لگانے والا تیار۔ (ق: ۱۸)

(۲) سو جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جو شخص ذرہ برابر بھی بدی کرے گا وہ اس

کو دیکھ لے گا۔ (زلزال: ۷، ۸)

(۳) اور اگر عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو حاضر کر دیں گے، اور ہم حساب لینے والے کافی

ہیں: (انبیاء: ۴۷)

(۴) اور کہتے ہو گئے ہائے ہماری کم بختی! اس نامہ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ قلمبند کیے ہوئے نہ کوئی

چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب موجود پائیں گے، اور آپ کا رب کسی پر ظلم

نہ کرے گا۔ (کہف: ۴۹)

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَاعَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَاعَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ﴾ (۱)

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (۲) (وغیرہا من الآيات)

فصل ۱: بعض اعمال کے آثار برزخیہ اور صورت مثالی

بعض اعمال کے آثار [علامات] برزخیہ میں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی، امام بخاری رحمہ اللہ نے بروایت ثمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے (۳)۔

(۱) جس روز کہ ہر شخص اپنے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہو پائے گا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو بھی، اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دُور دراز کی مسافت ہوتی۔ (آل عمران: ۳۰)

(۲) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات سے دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ (ابراہیم: ۲۷)

(۳) عن سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ - رضي الله عنه - قال: كان رسول الله يعني مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ: "هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا؟" قال: فَيَقْصُصُ عَلَيْهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقْصُصَ وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ: "إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةُ آتِيَانِ وَإِنَهُمَا ابْتَعَثَانِي وَإِنَهُمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ وَإِنِي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَسْلُغُ رَأْسَهُ فَيَتْدَهْدُهُ الْحَجَرُ هَهُنَا فَيَتَّبِعُ الْحَجَرُ فَيَاخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصْغَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ مَرَّةَ الْأُولَى قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: "سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟" قَالَ: قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِكُلُوبٍ مِنْ حَدِيدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقْيَى وَجْهِهِ فَيُشْرِشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاةٍ وَمَنْخَرَهُ إِلَى قَفَاةٍ وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاةٍ قَالَ: وَرَبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ: فَيَشُقُّ، قَالَ: ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ =

= الآخر فَيَفْعَلُ به مثل ما فعلَ بالجانبِ الأوَّلِ فما يَفْرُغُ من ذلك الجانبِ حتى يَصِيحُ ذلك الجانبُ كما كانِ ثم يَعودُ عليه فَيَفْعَلُ مثل ما فعلَ المَرَّةَ الأولى قال: قلت: "سبحان الله! ما هذان؟" قال: قالَا لي: انطَلِقْ انطَلِقْ، فانطلقنا فأتينا على مثل التَّنُورِ قال: وأَحْسِبُ أَنَّهُ كان يقول: فإذا لَغَطَ وأصواتُ قال: فاطْلَعْنَا فيه، فإذا فيه رجالٌ ونساءٌ غُرَّةٌ وإذا هم ياتِيهم لَهَبٌ من أسفلَ منهم، فإذا أتاهُم ذلك اللَّهَبُ صَوَّضُوا، قال: قلتُ لهما: "هؤلاء؟" قال: قالَا لي: انطَلِقْ انطَلِقْ قال: فانطلقنا فأتينا على نَهْرٍ -حسبتُ أَنَّهُ كان يقول:- أحمرَ مثلِ الدَّمِ وإذا في النهرِ رجلٌ سابِحٌ يَسْبَحُ وإذا على شَطِ النهرِ رجلٌ قد جَمَعَ عنده حجارةٌ كثيرةٌ وإذا ذلك السَّابِحُ سَبَحَ ما سَبَحَ ثم يَأْتِي ذلك الذي قد جَمَعَ عنده الحِجَارَةُ فيَفْغَرُ له فاه فيُلْقِمُهُ حجرًا فيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثم يَرْجِعُ إليه كَلِّمَا رَجَعَ إليه فغَرَّ له فاه فألقَمَه حجرًا، قال: قلتُ لهما: "ما هذان؟" قال: قالَا لي: انطَلِقْ انطَلِقْ قال: فانطلقنا فأتينا على رجلٍ كَرِهَ المَرَأَةَ كَأَكْرَهٍ ماأنتِ رَأِىَ رجُلًا مَرَأَةً وإذا عنده نارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قال: قلتُ لهما: "ما هذان؟" قال: قالَا لي: انطَلِقْ انطَلِقْ فانطلقنا فأتينا على رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ فيها من كُلِّ لَوْنِ الرِّبْعِ وإذا بين ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رجلٌ طويلٌ لا أَكَاذُ أَرى رَأْسَهُ طَوْلًا في السَّمَاءِ وإذا حولَ الرَّجُلِ من أَكْثَرِ وَلَدَانِ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قال: قلتُ لهما: "ما هذان؟ ما هؤلاء؟" قال: قالَا لي: انطَلِقْ انطَلِقْ قال: فانطلقنا فانتبهينا إلى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لم أَرِ رَوْضَةً قَطًّا عَظَمَ منها ولا أَحَسَنَ، قال: قالَا لي: ارْزُقْ قال: فارتقيتُ فيها قال: فاوتقينا فيها، فانتبهينا إلى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بَلْبِنٍ ذَهَبٍ وَلِبْنٍ فِضَّةٍ فأتينا بابَ المَدِينَةِ فاستَفْتَحْنَا ففُتِحَ لَنَا فدخلناها فتلَقَّا نا فيها رجالٌ شَطْرَ مَنْ خَلَقَهُمْ كأَحْسَنِ ماأنتِ رَأِىَ وشَطْرَ كأَفْبَحِ ماأنتِ رَأِىَ، قال: قالَا لهم: اذْهَبُوا فَفَعَّلُوا في ذلك النهرِ قال: وإذا نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ المَحْضُ في البَيَاضِ فذهبوا فوقَعُوا فيه ثم رَجَعُوا إلينا قد ذهب ذلك الشَّوْءُ عنهم فصاروا في أَحْسَنِ صُورَةٍ قال: قالَا لي: هذه جَنَّةٌ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قال: فَسَمَا بَصْرِي صُغْدًا فإذا قَصُرَ مِثْلُ الرِّبَابَةِ البَيْضَاءِ قال: قالَا لي: هَذَاكَ مَنْزِلُكَ قال: قلتُ لهما: "بارك الله فيكما ذَرَانِي فَأَدْخُلْهُ" قال: =

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ جو شخص کوئی خواب عرض کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر ارشاد فرماتے۔ اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے، دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اٹھا کر کہا چلو، میں ان کے ساتھ چلا، ایک شخص پر ہمارا گزر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لیے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے جس سے اس کا سر کچل جاتا ہے اور پتھر آگے لڑھک جاتا ہے، وہ جا کر پتھر کو پھراٹھا لاتا ہے، اور یہ ابھی لوٹے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے، جیسا کہ پہلے تھا، وہ آ کر پھر اسی طرح کرتا ہے۔

میں نے ان دو شخصوں سے تعجباً کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گزر ہوا جو چیت [پیٹھ کے بل] لیٹا ہے، اور دوسرا شخص اس

= أما الآن فلا وأنت داخله قال: قلت لهما: "فإني قد رايتُ منذُ اللَّيلةِ عَجَبًا فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ" قَالَ: قَالَا لِي: أَمَّا إِنَّا سُنْخُبُكَ، أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشْرِشُرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يُغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ هُمْ فِي مِثْلِ بَنَاءِ النَّتْرِ فَهُمْ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقِمُ الْحَجَارَةَ فَإِنَّهُ أَكَلُ الرِّبَا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرْبِيُّ الْمَرَاةُ الَّذِي عِنْدَهُ النَّارُ يُحْشِشُهَا وَيَسْغَى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَلِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرُّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مُوَلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرًا مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ". (صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح، رقم الحديث: ٧٠٤٧)

کے پاس لوہے کا زنبور [ایک اوزار جس کا منہ آگے سے گول ہوتا ہے] لیے کھڑا ہے اور اس لیے ہوئے شخص کے منہ کے ایک جانب آ کر اس کا کلمہ اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے، پھر دوسری طرف آ کر اسی طرح کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب اچھی ہو جاتی ہے، پھر اس طرف جا کر اسی طرح کرتا ہے۔

میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک تنور پر پہنچے، اس میں بڑا شور و غل ہو رہا تھا، ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد و عورت ننگے ہیں، اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے، جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے اس کی قوت سے یہ بھی اوپر اٹھے آتے ہیں۔

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ وہ دونوں بولے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک نہر پر پہنچے جو کہ خون کی طرح لال تھی اور اس کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے، اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں، وہ شخص تیرتا ہوا ادھر کو آتا ہے، یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے، جس کے صدمہ سے پھر وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے، پھر وہ تیر کر نکلتا ہے یہ شخص پھر اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گذر ہوا، بڑا ہی بد شکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گذرا ہوگا، اوپر اس کے سامنے آگ ہے اس کو جلا رہا ہے اور اس کے گرد پھر رہا ہے۔

میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک گنجان باغ میں پہنچے، جس میں ہر قسم کے بہار (موسم بہار کے) شگوفے [بن کھلے پھول] تھے اور اس باغ میں درمیان ایک شخص نہایت دراز قد، جن کا سراونچائی کے سبب دکھائی نہیں پڑتا، بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں، میں نے پوچھا: یہ باغ کیا

ہے؟ اور یہ لوگ کون ہیں؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اس سے بڑا اور خوب صورت کبھی میں نے نہیں دیکھا، ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو، ہم اس پر چڑھے، تو ایک شہر ملا کہ اس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے، ایک ایک چاندی کی لگی ہے، ہم شہر کے دروازے پر پہنچے، اور اس کو کھلوایا، وہ کھول دیا گیا، ہم اس کے اندر گئے، ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا تو نہایت خوب صورت اور آدھا بدن نہایت بد صورت، وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے: جاؤ اس نہر میں گر پڑو اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے، پانی سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے، وہ لوگ جار کر اس میں گر گئے، پھر ہمارے پاس جو آئے تو بد صورتی بالکل جاتی رہی پھر ان دونوں شخصوں نے مجھے کہا: یہ جنت عدن ہے، اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا، میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے، جیسے سفید بادل، کہنے لگے: یہی تمہارا گھر ہے، میں نے دونوں سے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے، مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں، کہنے لگے: ابھی نہیں، بعد میں جاؤ گے۔

میں نے ان سے کہا: آج رات بھر بہت عجیب تماشے دیکھے، آخر یہ کیا چیزیں تھیں؟ وہ بولے: ہم ابھی بتلاتے ہیں، وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے کچلتا دیکھا، وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا۔

اور جس شخص کے کلمے اور نتھنے اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا، یہ وہ شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دور دور پہنچ جاتی۔

اور وہ جو ننگے مرد و عورت تنور میں نظر آئے، یہ زنا کرنے والے مرد و عورت ہیں۔ اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے سامنے پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خور ہے، اور جو وہ بد شکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ [نگراں] دوزخ کا ہے، اور جو دراز قد قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ

السلام ہیں، اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے وہ بچے ہیں جن کو فطرت میں موت آ گئی۔

کسی مسلمان نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! مشرکین کے بچے بھی؟

آپ نے فرمایا: ہاں، مشرکین کے بچے بھی۔

اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوب صورت اور نصف بدن بد صورت تھا،

یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کیے تھے اور کچھ بد، کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ فقط۔

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی ہیں، مگر

ذراتاً مل [غور] سے سمجھ میں آ سکتی ہیں، مثلاً: جھوٹ بولنے اور کلمے چیرے جانے میں

مناسبت ظاہر ہے، اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے اس میں

اور آتش عقوبت [سزا کی آگ] کے محیط ہو جانے [گھیر لینے] میں مناسبت ظاہر ہے، اور

زنا کے وقت برہنہ ہو جاتے ہیں اور جہنم میں برہنہ ہو جانا اس میں مناسبت ظاہر ہے، علیٰ ہذا

القیاس سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیے۔

فصل ۲: زکوٰۃ نہ دینے کی سزا بروز قیامت

جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق

کے ڈالا جائے گا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے: نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوٰۃ اپنے مال کی، مگر یہ کہ ڈال دیں

گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اڑدھا، پھر آپ نے اس کی تائید کے

لیے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ أَلَّهُمْ بَلْ

هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (۱)

(۱) آل عمران: ۱۸۰

فصل ۳: بدعہدی کی سزا بروز قیامت

بدعہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہو کر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی۔ عمرو بن حَمَق سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے: جو شخص پناہ دے کسی شخص کو اس کی جان پر، پھر اس کو قتل کر دے، دیا جاوے گا اس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑ کر (۱)۔

(پکارا جائے گا: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ. یعنی یہ فلاں شخص کی بدعہدی ہے (۲)۔

= رواه البخاري في صحيحه عن عبد الله بن مسعود - رضي الله عنه - يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ممن رجل لا يؤدى زكوة ماله إلا جعل الله يوم القيامة في عنقه شجاعاً، ثم قرأ علينا مصداقه من كتاب الله عز وجل [ولا يحسن الذين ييخلون بما آتاهم الله من فضله] (كتاب تفسير القرآن [باب] ومن سورة آل عمران، رقم الحديث: ۳۰۱۲) (وأخرجه النسائي في سننه، عنه - رضي الله عنه - أبواب الزكوة، باب التغليظ في حبس الزكوة، رقم الحديث: ۲۴۴۳) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه - رضي الله عنه - أبواب الزكوة، باب ماجاء في منع الزكوة، رقم الحديث: ۱۷۸۴

(۱) رواه ابن ماجه عن رفاعه بن شداد القتباني قال: لولا كلمة سمعتها من عمر بن الحَمِقِ الخُزَاعِي، لَمَشَيْتُ فيما بين رأس المختار وجسده، سمعته يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من آمن رجلاً على دمه فقتله فإنه يحمل لواء الغدر يوم القيامة". (أبواب الديات، باب من آمن رجلاً على دمه فقتله، رقم الحديث: ۲۶۸۸) وأخرجه البغوي في شرح السنة، عنه - رضي الله عنه - قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من آمن رجلاً على نفسه فقتله أعطي لواء الغدر يوم القيامة". (كتاب السير والجهاد، باب الأمان، رقم الحديث: ۲۷۱۱، ۶۰۲/۵، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) رواه البخاري في صحيحه عن ابن عمر - رضي الله عنهما - أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إن الغادر ينصب له لواء يوم القيامة فيقال: هذا غدرة فلان بن فلان". =

فصل ۴: چوری اور خیانت کی سزا

چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہو جائے گی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا، اس کا نام ”مدعم“ تھا، مدعم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعتاً اس کے ایک تیر آ کر لگا جس مارنے والا معلوم نہ ہوا، لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو، آپ نے فرمایا: ہرگز ایسا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کمبلی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی، وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے، جب لوگوں نے یہ مضمون سنا، ایک شخص جوتے کا ایک یادوتسے واپس کرنے کو لایا، آپ نے فرمایا: (اب کیا ہوتا ہے) یہ ایک تسمة یادوتسہ تو آگ کا ہے۔

روایت کیا اس کو بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے (۱)۔

= (کتاب الأدب، باب ما يدعى الناس بآبائهم، رقم الحديث: ۶۱۷۸) وأخرجه مسلم في صحيحه، عنه - رضي الله عنه - (كتاب الجهاد والسير، باب تحريم الغدر، رقم الحديث: ۴۵۳۱) وأخرجه أبو داود في سننه، عنه - رضي الله عنه - (كتاب الجهاد باب في الوفاء بالعهد، رقم الحديث: ۲۷۵۶) وأخرجه الترمذی في سننه، عنه - رضي الله عنه - (أبواب السير، باب ما جاء أن لكل غادر لواء يوم القيامة، رقم الحديث: ۱۵۸۱) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه - رضي الله عنه - (أبواب الجهاد، باب الوفاء بالبيعة، رقم الحديث: ۲۸۷۲)

(۱) رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر، فلم نغنم ذهباً ولا فضةً إلا الأموال والمتاع والنياب، فأهدى رجل من بني الصنيب يُقال له: رفاعَةُ بنُ زيد لرسول الله صلى الله عليه وسلم غلاماً يُقال له: مدعمٌ فوجَّه رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى وادي القُرَى حتى إذا كان =

فصل ۵: غیبت کی صورت مثالی

غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا، جب کہ وہ مرا ہوا ہو، ضرور اس کو تم ناپسند کرو گے۔ فقط اسی وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

فصل ۶: اخلاق ذمیمہ کی مثالی صورتیں

اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالی [مثالی شکل] کے بیان

= بَوَادِي الْقُرَى، بَيْنَمَا مَذْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هِنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلَ عَلَيْهِ نَارًا۔“ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكِ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ”شِرَاكِ مِنْ نَارٍ، أَوْ شِرَاكِ مِنْ نَارٍ“۔ (كتاب الأيمان والنذور، باب هل يدخل في الأيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة، رقم الحديث: ۶۷۰۷) وأخرجه مسلم في صحيحه، عنه -رضي الله عنه- (كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم الغلول وأنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، رقم الحديث: ۳۱۰) وأخرجه أبو داود في سننه، عنه -رضي الله عنه- (كتاب الجهاد، باب في تعظيم الغلول، رقم الحديث: ۲۷۱۱) وأخرجه النسائي في سننه، عنه -رضي الله عنه- (أبواب الأيمان والنذور، باب هل تدخل الأرضون في المال إذا نذر، رقم الحديث: ۳۸۵۸)

(۱) حجرات: ۱۲

میں محققین نے فرمایا ہے کہ ہر خصلتِ ذمیہ [بری عادت] کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے، جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے، عالم مثالی میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہو جاتی ہے، امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی، اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا، لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے، قیامت کے روز اس کا ظہور ہوگا، اور اہل کشف کو یہاں ہی مکشوف ہو جاتی ہے، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے ﴿وَمِمَّا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَلُكُمْ﴾ (۱)

یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے۔

سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض کتوں کے اور سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے، بعض بناؤ سنگار کر کے طاؤس [مور] کے مشابہ بنتے ہیں، بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے، بعض خود پرور [متکبر، مغرور] ہوتے ہیں مثل مرغی کے، بعض کینہ پرور [بغض رکھنے والا] ہوتے ہیں مثل اونٹ کے، بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں، بعض مشابہ لومڑی کے، فقط (۲)۔

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے ﴿فَتَأْتُونَ أَفْوَجًا﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں

(۱) انعام: ۳۸

(۲) وقال سفیان بن عیینة: "أي مامن صنف من الدواب والطير إلا في الناس شبه منه، فمنهم من يعدو كالأسد، ومنهم من يشتره كالخنزير، ومنهم من يعوي كالکب، ومنهم من يزهو كالطاؤس، فهذا معنى المماثلة". (الجامع لأحكام القرآن للإمام القرطبي،

[سورة الانعام، ۳۸]: ۳۰/۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

لوگ مختلف صورتوں میں محسوس ہوں گے [اٹھائے جائیں گے]، جس جانور کی عادات طبیعت پر غالب ہوں گی قیامت میں اسی کی شکل بن جائے گی (۱)۔

فصل ۷: بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولانا رومؒ کے قول سے

- | | | |
|----|-------------------------------|---------------------------------|
| ۱ | چوں سُجود یار کوئے مرد رَکشت | شُد در آں علم سجود او بہشت |
| ۲ | چوں کہ پریدہ دہانت حمد حق | مرغ جنت ساختش ربُّ الفلق |
| ۳ | حمد و تسبیح نہماند مرغ را | ہم چو نطفہ مرغ بادست و ہوا |
| ۴ | چون زدستت رُست ایثار وزکوۃ | رَکشت ایں دست آں طرف نخل و نبات |
| ۵ | آبِ صبرت آبِ جوئے خلد شد | جوئے شیرے خلد مہرُست و دو |
| ۶ | ذوق طاعت گشت جوئے انگبین | مستی و شوق تو جوئے خمر بین |
| ۷ | ایں سبہا آں اثر ہا را نہماند | کس نہاند چو تش جائے آں نشاند |
| ۸ | ایں سبہا چوں بہ فراق تو بود | چار جو ہم مرترا فرماں نمود |
| ۹ | ہر طرف خواہی روانش می کنی | آں صفت چوں بد چنانش می کنی |
| ۱۰ | چوں منی تو کہ در فرماں تست | نسل تو در امر تو آئند چست |
| ۱۱ | مید و در امر تو فرزند تو | کہ منم جزوت کہ کردم گرد تو |
| ۱۲ | آں صفت در امر تو بود ایں جہاں | ہم در امر تست آں جو ہارواں |
| ۱۳ | آں رختاں مرترا فرمان برند | کاں درختاں از صفات با برند |
| ۱۴ | چوں با مرتست اینجا ایں صفات | پس در امر تست آنجا آں جزات |
| ۱۵ | چوں زوت زخم بر مظلوم رست | آں درختے گشت ازاں زقوم رست |

(۱) (الکشف والبیان فی تفسیر القرآن، المعروف ب: تفسیر الثعلبی، [سورة الباء: ۱۸]:

۳۶۰/۶، دار الکتب العلمیة، بیروت)

- ۱۶ چوں زخم آتش تو درد لہا زدی مایہ نار جہنم آمدی
 ۱۷ آتش ست ایجا چو مردم سوز بود آنچہ ازوی زاد مردا فروز بود
 ۱۸ آتش تو قصد مردم میکند نار کزوی زاد بر مردم زند
 ۱۹ آں خن ہائے چو مارو گزود مست مارو گزودم گشت ومی گیردو دست

ترجمہ اشعار

- ۱۔ جب کوئی عبادت گزار شخص اس جہاں میں کوئی سجدہ یا رکوع کرتا ہے تو اس کے ”سجدے“ آخرت میں جنت میں جانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔
- ۲۔ جب تیرے منہ سے اللہ تعالیٰ کی تعریف نکل اڑتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی چڑیا بنا دیتے ہیں۔
- ۳۔ تیری حمد و تسبیح کی مثال چڑیا کی طرح ہے، کیوں کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ نطفہ مرغ کی ہوا ہے۔
- ۴۔ جب تیرے ہاتھ کی کی ہوئی قربانی اور زکوٰۃ کا عمل وہاں جائے گا تو یہی ہاتھ اس طرف آخرت میں کھجور اور پھل دار درخت بوئے گا۔
- ۵۔ دنیا میں تیرے صبر کا پانی آخرت میں جنت کے حوض کا پانی ہوگا، اور تیری محبت و مہربانی جنت کے دودھ کا حوض ہے۔
- ۶۔ یہاں کی عبادت کا ذوق، وہاں شہد کا حوض ہوگا، اور تیری محبت و مہربانی جنت کے دودھ کا حوض ہے۔
- ۷۔ یہ اسباب صرف اسی اثر کے لیے مخصوص نہیں ہیں، کسی کو معلوم نہیں کہ ان کو اُن کی جگہ کیوں بٹھایا ہے۔
- ۸۔ یہ اسباب جب تیرے حکم میں رہیں گے، تو تیرے حکم کی چارہ جوئی بھی کریں گے۔

۹- ایسی صورت میں تو ان کو جس طرف بھی چاہے جاری کر سکتا ہے اور وہ صفت جیسی تھی تو اس کو ویسے ہی استعمال کر سکتا ہے۔

۱۰- جب کہ تیری منی تیرے زیر فرمان رہے گی تو تیری نسل بھی تیرا حکم ماننے میں چست اور ٹھیک نکل آئے گی۔

۱۱- ایسے نطفہ سے پیدا شدہ تیری اولاد، تیری اطاعت میں دوڑتی ہے؛ کیوں کہ اسے احساس ہے کہ میں تیرے اس جزو سے پیدا ہوا ہوں جسے تو نے اپنا تابع بنا رکھا تھا۔
۱۲- وہ صفت جب تیرے زیر حکم تھی تو وہاں بھی تیرے زیر فرمان جاری حوض کی طرح ثابت ہونے والی ہے۔

۱۳- ان درختوں نے اگر یہاں پر تیری فرماں برداری کی تو یاد رہے کہ وہاں بھی تیری صفات ان کے طفیل پھیلیں گی۔

۱۴- جب یہ صفات یہاں پر تیرے حکم میں ہیں پھر تو وہاں بھی ان صفات کی جزا و ثواب تیرے حق میں ہوں گے۔

۱۵- جب یہاں تیرے ہاتھ سے کسی مظلوم پر کوئی زخم لگے گا، تو وہ ظلم وہاں ایک درخت بن جائے گا اور اس ظلم سے درخت زقوم اُگے گا۔

۱۶- اگر تو نے دنیا میں غصہ سے دوسرے کے دل میں پریشانی کی آگ جلائی، تو یاد رہے کہ آخرت میں تو بھی دوزخ کی آگ کا سامان بن کر آئے گا۔

۱۷- یہی غصہ کی آگ جب دنیا میں لوگوں کو جلانے والی ہے تو آخرت میں جو اس سے پیدا ہوگی، وہ بھی آدمی کو جلانے والی ہوگی۔

۱۸- تیرے غصے کی آگ جب یہاں لوگوں کو ستانے کا قصد کرتی ہے تو اس آگ سے وہاں جو آگ پیدا ہوگی وہ بھی آدمی پر شعلہ مارے گی۔

۱۹- غصہ کی وہ باتیں جو سانپ اور بچھو کی مانند ہیں، یہ باتیں آخرت میں واقعتاً سانپ اور بچھو ہو جائیں گی اور ناواقف لوگ ان کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔

عمل کے وجود کا باقی رہنا

رجوع بہ مطلب: آیات و احداث و اقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (۱)

پس جنت و دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے، اور تحقیق ”مسئلہ تقدیر“ کے مخالف نہیں ہے؛ کیوں کہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شے بلا سبب ہو جاتی ہے، ہرگز ایسا نہیں، بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اول جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے، من جملہ اسباب قویہ دخول جنت و دوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں، اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اعْمَلُوا فِكُلُّ مُيسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهُ“ (۲)۔

یعنی عمل کرتے رہو کیوں کہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے۔

(۱) سو جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (زلزال: ۷، ۸)

(۲) (أخرجه البخاري، كتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر و قعود أصحابه حوله، رقم الحديث: ۱۳۶۲، وقد تكرر فيه: ۴۹۴۵-۴۹۴۸، ۶۲۱۷، ۶۶۰۵، ۷۵۵۲) وأخرجه مسلم أيضاً، كتاب القدر، باب كيفية خلق آدمي في بطن أمه۔۔۔ رقم:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ۝﴾ (۱)

خلاصہ یہ کہ جیسا یہاں کرو گے برزخ اور قیامت میں اسی سے پردہ اٹھ جائے گا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ﴾ (۲)
یا الہی! ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمائیے اور اس قدر تیز کر نصیب کر دیجئے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے، پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو، آمین!۔

☆☆.....☆☆

(۱) سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لیے سامان دے دیں گے، اور جس نے بخل کیا اور بے پردائی اختیار کی اور اچھی بات کو جھٹلایا، تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لیے سامان دے دیں گے۔ (لیل: ۵-۱۰)

(۲) سواب ہم نے تجھ پر سے پردہ ہٹا دیا، سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے۔ (ق: ۲۲)

باب چہارم

اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا دخل و تاثیر ہے۔
اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے، اس
مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل ۱: ذکر اللہ کی صورت مثالی

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، کی صورت مثالی
درخت کی سی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے: ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں، انہوں
نے فرمایا کہ اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور خبر دیجیے: جنت ستھری مٹی
والی، شریں پانی والی، اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اس کے درخت سُبْحَانَ اللَّهِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی رحمہ اللہ نے (۱)۔

فصل ۲: سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی

سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی مثل، ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے،

(۱) رواہ الترمذی فی سننہ عن عبد اللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - قال: قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم: "لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرَى بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي
السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ الثَّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قَيْعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ
اللَّهِ [وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ]" (۱) (أبواب الدعوات، باب [فِي غِرَاسِ
الْجَنَّةِ: سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ - - - [رَقْمُ الْحَدِيثِ: ۳۴۶۲)

نواس بن سمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے: لایا جائے گا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے، آگے آگے ہوگی اس کے سورہ بقرہ اور آل عمران، جیسے دو بدلیاں [بادل کے ٹکڑے] ہوں، سیاہ سا بنان (۱) میں، ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی، (و بقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے) یا جیسے قطار بننے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں، حجت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پرھنے والے کی جانب سے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (۲)۔

فصل ۳: سورہ اخلاص کی مثالی صورت

سورہ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی صورت مثالی مثل قصر [محل] کے ہے۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ مرسل روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ دس مرتبہ پڑھے، اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: قسم خدا کی یا رسول اللہ! تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوا لیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد (۱) چھپر جو دھوپ سے بچنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

(۲) رواہ مسلم فی صحیحہ عن النواس بن سمران الکلابی یقول: سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ”یؤتی بالقرآن یومَ القیامۃ، وأهلہ الذین کانوا یعملون بہ، تقدّمہ سورۃ البقرۃ وآل عمران وضرب لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ أمثال، مانسیتُہنَّ بعد، قال: ”کأنّہما غمامتان، أو ظلتان، سوداوان، بینہما شوق، أو كأنّہما فرقان من طیر صواف، تحاجان عن صاحبہما“۔ (کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ، باب فضل قرأۃ القرآن وسورۃ البقرۃ، رقم الحدیث: ۱۸۷۶) وأخرجه الترمذی فی سننہ، عنہ -رضی اللہ عنہ- (أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ آل عمران: رقم الحدیث: ۲۸۸۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹے چلتے ہیں، لوگوں نے عرش کیا: یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین (۱)

فصل ۶: علم کی مثالی صورت

علم کی شکل مثالی دودھ کے ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خواب میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتا پایا، پھر بچا ہوا عمر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا، لوگوں نے عرض کیا: پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا: علم (۲)۔

(۱) رواہ الإمام البخاري في صحيحه عن أبي سعيد الخدري - رضي الله عنه - يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "بيننا أنا نائم رأيت الناس يعرضون علي وعليهم قمص، منها ما يبلغ الثدي ومنها ما دون ذلك وعرض علي عمر بن الخطاب وعليه قميص يجره"، قالوا فما أولت ذلك يا رسول الله! قال: "الدين". (كتاب الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال، رقم الحديث: ۲۳) وأخرجه أيضًا في عدة مواضع، انظر، رقم: ۳۶۹۱، ۷۰۰۸، ۷۰۰۹) وأخرجه مسلم في صحيحه، عنه - رضي الله عنه - (كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، رقم الحديث: ۶۱۸۹) وأخرجه الترمذي في سننه عن بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم - (أبواب الرؤيا، باب [في تأويل الرؤيا ما يستحب منها وما يكره] رقم الحديث: ۲۲۸۵، ۲۲۸۶) وأخرجه النسائي في سننه، عنه - رضي الله عنه - (كتاب الإيمان وشرائعه، تفاضل أهل الإيمان، رقم الحديث: ۵۰۱۴)

(۲) رواه البخاري في صحيحه عن ابن عمر - رضي الله عنه - قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "بيننا أنا نائم أتيت بقدح لبن، فشربت حتى أني لأرى الري يخرج في أظفاري، ثم أعطيت فضلي عمر بن الخطاب"، قالوا: فما أولته يا رسول الله؟ =

فصل ۷: نماز کی صورت مثالی

نماز کی شکل مثالی مثلِ نور ہے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا: ارشاد ہوا کہ کہ جو شخص محافظت [اہتمام] کرے گا نماز پر، وہ نماز اس کے لیے قیامت کے دن نورانی اور برہان [دلیل] اور نجات ہوگی (۱)۔

فصل ۸: صراطِ مستقیم کی صورتِ مثالی

صراطِ مستقیم کی شکلِ مثالی مثلِ پلِ صراط کے ہے، امام غزالی رحمہ اللہ نے رسالہ

= قال: "العلم". (۱) (كتاب العلم، باب فضل العلم، رقم الحديث: ۸۲) وأخرجه أيضاً في عدة مواضع، انظر: رقم الحديث: ۳۶۸۱، ۷۰۰۶، ۷۰۰۷، ۷۰۲۷، ۷۰۳۲) أخرجه مسلم في صحيحه، عنه -رضي الله عنهما- (كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر -رضي الله عنه-، رقم الحديث: ۶۱۹۰) وأخرجه الترمذي في سننه -رضي الله عنه- (أبواب الرؤيا باب [في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم اللبن والقميص] رقم الحديث: ۲۲۸۴)

(۲) رواه أحمد عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنه- عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه ذكر الصلوة يوماً فقال: "من حافظ عليها كانت له نوراً وبرهاناً ونجاة يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نورٌ ولا برهانٌ ولا نجاة، وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبي بن خلف". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله عمرو بن العاص -رضي الله عنه- ۶۱۱/۲، رقم الحديث: ۶۵۷۶) وأخرجه الدارمي في مسنده، عنه -رضي الله عنه- (كتاب الرقائق، باب في المحافظة على الصلوة: ۳۹۰/۲، رقم الحديث: ۲۷۲۱) وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، عنه -رضي الله عنه- (باب في الصلوات، فصل في الصلوات وما في أدائهن من الكفارات: ۴۵/۳، رقم الحديث: ۲۸۲۲)

”حلّ مسائل غامضہ“ ہیں ارشاد فرمایا ہے (۱) کہ پل صراط پر ایمان لانا برحق ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے، یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے، بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے، اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں، جیسا کہ باریکی میں خط ہندی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے، نہ سایہ میں اس کا شمار ہوتا ہے، نہ دھوپ میں، بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں، پل صراط کی باریکی بھی خط ہندی کے مثل ہے جس کا کچھ عرض نہیں، کیوں کہ وہ صراط مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خط ہندی کے مثل ہے اور صراط مستقیم اخلاق متضادہ کی وسط حقیقی سے مراد ہے، جیسا کہ فضول خرچی اور بخل کے درمیان وسط حقیقی ”سخاوت“ ہے، تہوؤر یعنی افراط قوت غرضی اور جبن یعنی بزدلی کے درمیان میں ”شجاعت“، اسراف [فضول خرچی] اور تنگی خرچ کے درمیان میں وسط حقیقی ”میانہ روی“ ہے، تکبر اور غایت درجہ کی ذلت کے درمیان میں ”تواضع“، شہوت اور خمود کے درمیان ”عفت“، کیوں کہ ان صفتوں کی دو طرفیں ہیں، ایک زیادتی، دوسری کمی، وہ دونوں مذموم ہیں، افراط اور تفریط کے مابین ”وسط“ ہے، وہ دونوں طرف کی نہایت دوری ہے اور وسط میانہ روی ہے، نہ زیادتی کی طرف میں اور نہ نقصان کی طرف میں، جیسا خط فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے، نہ سایہ میں ہے، نہ دھوپ میں، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے قیامت میں صراط مستقیم کو جو خط ہندی کی طرح ہے، جس کا کچھ عرض نہیں، مُمثل کریں گے، تو ہر انسان سے اس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا۔

پس جس شخص نے دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت کی اور افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی کی، دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا، وہ اس پل صراط پر برابر گزر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکے گا، کیوں کہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے

(۱) نقل من ترجمۃ المسماة: حقیقت روح انسانی

کی تھی، سو اس کا وصف طبعی بن گیا اور ”عادت“ طبیعت کا خاصہ ہوتی ہے، سو صراط پر برابر گزر جائے گا۔ اور ان دلائل سے معلوم ہو گیا ہوگا، کارخانہ آخرت کا غیر منتظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر پھینک دیا، جس کو چاہا جنت میں بھیج دیا، یوں تو مالک حقیقی کو سب اختیار ہے، مگر عادت اور وعدہ یوں ہی ہے کہ ”جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے“، اسی لیے جا بجا ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (۱)

اور ارشاد فرمایا ہے:

﴿سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ

وَالْأَرْضِ﴾ (۲)

یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کے اور طرف جنت کے، جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے۔

(یہ ہمارے سمجھانے کو فرمایا) سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے؟ یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخول جنت حسب وعدہ آیت مرتب ہو جاتا ہے، اسی لیے بعد حکم مسابقة إلى الجنة کے ان اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو یقیناً انسان کے اختیار میں ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِمِينَ

الْغِيظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً

(۱) سو اللہ تعالیٰ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (توبہ: ۷۰۔ بیان القرآن)

أَوْظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكُرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفِرُوا لِدُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ الدُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١﴾

یعنی: یہ جنت ایسے پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو خرچ کرتے ہیں فراغت [وسعت] میں اور تنگی میں اور پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گزرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام، یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر، فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے؟ اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انہوں نے، وہ جانتے ہیں۔ دیکھیے! اس آیت میں صاف فرما دیا کہ جنت ایسوں کے لیے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں، اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل جاتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿أُولَٰئِكَ جَزَاءُ وَهُمْ مَغْفِرَةٌ مَنْ رَبُّهُمْ وَجَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ (۲)

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں، دیکھو! پلہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملے گا، سومسافروں کے اسباب لینے اور لادنے کے لیے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں؟ اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر اسباب

(۱) آل عمران: ۳۳-۱۳۵

(۲) ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں

کا۔ (آل عمران: ۱۳۶)

لا ادا جائے اور باوجود مشقت و تعب [تھکاوٹ] کے پھر بھی بوجھ لادنے میں ان کو ایک قسم کا لطف و لذت ملتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو، اللہ تعالیٰ کا لقا [ملاقات] محبوب ہو، اس کے اسباب یعنی اعمال صالحہ مرغوب و محبوب نہ ہوں، اسی لیے حدیث شریف میں وارد ہے۔

لَمْ أَرِ مَثَلَ الْجَنَّةِ نَامِ طَالِبُهَا - أَوْ كَمَا قَالَ - يَعْنِي فِي جَنَّةٍ كَمَا قَالَ - يَعْنِي فِي جَنَّةٍ كَمَا قَالَ - يَعْنِي فِي جَنَّةٍ كَمَا قَالَ -

چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب سو جائے (۱)۔

جن کو دیدہ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا ان کو بے شک ان اعمال شاقہ میں لطف و راحت ملتی ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَأِنَّهَا الْكَبِيرَةُ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مَلَأُوا رَبَّهُمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿٢﴾

یعنی بے شک نماز ضرور گراں [مشکل] گزرتی ہے، مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں، جن کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں۔

سو نماز کے آسان ہونے کے لیے یہ یقین معین ٹھہرا کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے، اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے: ”جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ“ (۳)۔

(۱) رواه الترمذي في سننه عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”مَا رَأَيْتُ مَثَلَ النَّارِ نَامِ هَارِبُهَا، وَلَا مَثَلَ الْجَنَّةِ نَامِ طَالِبُهَا“ . (أبواب صفة جهنم، باب منه قصة آخر أهل النار خروجاً، رقم الحديث: ۲۶۰۱)

(۲) بقره: ۴۵، ۱۴۶

(۳) (أخرج الطبراني في المعجم الكبير عن المغيرة بن شعبه - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ“ . (المعجم الكبير، زياد بن علاقة، عن المغيرة: ۲۰/۴۲۰، رقم الحديث: ۱۰۱۲، دار إحياء التراث العربي)

یعنی نماز میں مجھ کو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

نیک مشورہ

جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی، تو اب تمام جزا و سزا تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آئیں، تو ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ خوب پڑھا کرو، اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن ہم سایے میں ہوں، تو ”سورہ بقرہ، آل عمران“ کی تلاوت کیا کرو کہ وہ سائبان کی شکل میں ہوں گی، اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے ”خیرات“ جاری کیا کرو، اگر چاہتے ہو کہ خوب کپڑے ملیں، تو ”تَقْوَىٰ وَدِينَ“ کو مضبوط پکڑو، اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے سیراب ہوں، تو ”علم دین“ خوب حاصل کرو، اگر چاہتے ہو کہ پل صراط پلک جھپکتے گزر جاؤں، تو ”شریعت“ پر خوب مستقیم رہو، اگر چاہو کہ پل صراط پر ہمارے پاس نور رہے، تو ”نماز“ کا خوب اہتمام کرو، اگر چاہو کہ ہم کو جنت میں بہت محل ملیں، تو خوب ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ (۱) پڑھا کرو، اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو، وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بن کر تم کو مل جائیں گے۔

سُبْحَانَ الَّذِي لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَلَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ.

= وأخرجه أحمد عن أنس - رضي الله عنه - عن النبي صلى الله عليه وسلم بلفظ: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا، النِّسَاءُ، وَالطَّيِّبُ، وَجَعَلَ قَرَّةَ عَيْي فِي الصَّلَاةِ۔ (مسند أحمد، مسند أنس بن مالك: ۴/ ۳۳۰، رقم الحديث: ۱۲۳۱۸، ويتكرر أيضا: ۱۲۳۱۹، ۱۳۰۸۸، ۱۳۰۸۳) (فيض القدير للمناوي، حرف الجيم،

۴۵۸/۳، رقم الحديث: ۳۵۹۳)

(۱) إخلاص: ۱

خاتمہ

بعض اعمالِ مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مفید یا مضر ہیں

اور عوام کے بعض شبہات کا جواب

یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مضر ہیں، مگر بعض اعمال جو بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں، فعلًا یا ترکًا کہ اُن کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ امید ہے، ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل ۱: اعمالِ مفیدہ کا بیان

ایسی طاعات کا بیان جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسری طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے، ایک اُن میں ”علمِ دین“ کا حاصل کرنا ہے، خواہ کتب سے حاصل کیا جائے یا علما سے، بلکہ تحصیلِ کتب کے بعد بھی علما کی صحبت ضروری ہے، اور مراد ہماری ”علما“ سے وہ علما ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں، اتباعِ سنت کے عاشق ہوں، توسطِ پسند ہوں، افراط و تفریط سے بچتے ہوں، خلق پر شفیق ہوں، تعصب و عناد [بے جا حمایت و دشمنی] ان میں نہ ہو، گو اس وقت بھی بفصلہ تعالیٰ اس قسم کے علما بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، جیسا ہمارے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے:

”لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ

خَذَلَهُمْ“ (۱)

(۱) (أخرجه أبو داود في سننه في حديث طويل عن ثوبان - رضي الله عنه -) كتاب الفتن، باب ذكر الفتنة ودلائلها، رقم الحديث: ۴۲۵۲) وأخرجه الترمذي في سننه عن معاوية =

(مگر چند بزرگوں کا نام تبرکاً) اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں، اور جن کی ایسی ہی شان ہو، ان کی صحبت سے مستفید ہو سکیں۔

۱- مکہ معظمہ میں حضرت سیدی و مرشدی مولانا الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب

دامت برکاتہم (رحمۃ اللہ علیہ)

۲- گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب، دامت برکاتہم۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

۳- سہان پور میں جناب مولانا ابوالحسن صاحب، مہتمم جامع مسجد سہارن

پور (رحمۃ اللہ علیہ)

۴- دیوبند میں جناب مولانا محمود حسن صاحب، مدرس اعلیٰ مدرسہ

دیوبند (رحمۃ اللہ علیہ)

۵- حضرت حاجی محمد عابد صاحب، مقیم مسجد چھتہ دیوبند۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

۶- انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب، دامت برکاتہم۔ (رحمۃ اللہ

علیہ) (۱)۔

= بن قرة عن أبيه، (أبواب الفتن، باب ماجاء في أهل الشام، رقم الحديث: ۲۱۹۲)

وأخرجه ابن ماجه في سننه عن ثوبان - رضي الله عنه - (أبواب الفتن، باب ما يكون من

الفتن، رقم الحديث: ۳۹۵۲)

(۱) افسوس! اس وقت ان حضرات میں سے کوئی بھی زندہ نہیں (اشرف علی)

(موجودہ زمانے کے عوام و خواص ان بزرگوں سے استفادہ کر سکتے ہیں:

۱- کراچی میں سیدی و مرشدی، امام المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

دامت برکاتہم۔ (جامعہ فاروقیہ کراچی)

۲- کراچی میں عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم (اشرف المدارس کراچی)

۳- کراچی میں حضرت مولانا صالح حسینی صاحب دامت برکاتہم (گلشن اقبال کراچی) =

ایسے بزرگوں کی صحبت و خدمت جس قدر میسر ہو جائے، غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے، اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے، اس کی برکات خود دیکھ لے گا۔

بعض اعمال کا اہتمام اور ان کی برکات

ایک ان میں سے ”نماز“ ہے، جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے، اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے، اور بدرجہ مجبوری جس طرح ہاتھ آئے غنیمت ہے، اس سے دربار الہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا، اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست رہے گی ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ﴾

۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم (دارالعلوم کورنگی کراچی)

۵۔ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم، (علامہ بنوری ٹاؤن کراچی)

۶۔ حضرت مولانا نور محمد صاحب دامت برکاتہم (بہادر آباد کراچی)

۷۔ حضرت مولانا محمد یوسف افشاری صاحب دامت برکاتہم (جامعہ فاروقیہ کراچی)

۸۔ حضرت مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم (رائے ونڈ لاہور)

۹۔ حضرت مولانا صوفی سرور صاحب دامت برکاتہم (جامعہ اشرفیہ لاہور)

۱۰۔ حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم کراچی

۱۱۔ حضرت مولانا مفتی حسن صاحب دامت برکاتہم (جامعہ مدنیہ لاہور)

۱۲۔ حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم (اکوڑہ خٹک)

۱۳۔ حضرت مولانا عبدالصمد ہالچوی صاحب دامت برکاتہم (سکھر)

۱۴۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم (بیر شریف شہداد پور)

۱۵۔ حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم (اکوڑہ خٹک)

یہ چند نام بطور مثال کے ذکر کیے ہیں، تلاش کریں تو اور بھی بہت سارے نام سامنے آئیں

گے۔ (عارف)

تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴿١﴾

ایک ان میں سے لوگوں سے ”کم بولنا اور کم ملنا“ اور جو کچھ بولنا سوچ کر بولنا ہے، ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔

ایک ان میں سے ”محاسبہ و مراقبہ“ ہے، یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں، میرے سب اقوال و افعال و احوال پر ان کی نظر ہے، یہ مراقبہ ہوا، اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً: سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو جاتا ہوں۔ ایک اُن میں سے ”توبہ و استغفار“ ہے، جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے توقف نہ کرے، کس وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے، فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے، اگر رونا آئے تو روئے، ورنہ رونے کی صورت بنائے، یہ پانچ چیزیں ہونیں: علم، صحبت علماء، نماز پنج گانہ، قَلْبٌ مُخَالَطٌ [کم میل جول]، محاسبہ و مراقبہ، توبہ و استغفار۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنج گانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں، تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

فصل ۲ (بعض معاصی جن سے احتراز ضروری ہے)

ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان سے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔

ایک ان میں سے ”غیبت“ ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی و اخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے، اس میں آج کل بہت مبتلا ہیں، اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے، نہ سنے، نہ اچھا، نہ برا، اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے، ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے، جو ادوروں کے

ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے۔ ایک ان میں سے ”ظلم“ ہے، خواہ مالی، یا جانی، یا زبانی، مثلاً: کسی کا حق مار لیا، قلیل یا کثیر، یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی، یا کسی کی بے آبروئی [بے عزتی] کی، ایک ان میں سے ”اپنے کو بڑا سمجھنا، اوروں کو حقیر سمجھنا۔ ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں، ، ہقد [کینہ] و حسد و غضب وغیر ذلک۔

ایک ان میں سے ”غصہ“ ہے، کبھی نہیں یاد کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں، کیوں کہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے، سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا، جو بات نہ گفتی [نہ کہنے کی تھی] وہ منہ سے نکل گئی، جو کام نہ کردنی [نہ کرنے کا] تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا، بعد میں غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا، کبھی کبھی عمر بھر کے لیے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے۔

ایک ان میں سے ”غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا“ خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لیے ہم کلام ہونا، یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا، یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آہستہ و نرم کرنا، میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس ”تعلق“ سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو موصائب پیش آتے ہیں ”احاطہ تحریر“ سے خارج ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ! کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔

ایک ان میں سے ”طعام مشتبہ یا حرام کھانا“ ہے، کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورتِ نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں، کیوں کہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضا و عروق [رگوں] میں پھیلتی ہے، پس جیسی غذا ہوگی، ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔ یہ چھ معاصی ہیں، جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں، ان کے ترک سے ان شاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جائے گا، بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک

ہو جائیں گے۔ (اللَّهُمَّ وَفَّقْنَا)

عوام کے بعض شبہات

اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے، جن سے وہ دھوکا میں پڑے ہیں، اور دوسروں کو بھی دھوکا میں ڈالتے ہیں، جب کبھی ان سے التزام طاعات واجتناب معاصی کے لیے کہا جاتا ہے، تو ان شبہات کو پیش کرتے ہیں۔ یہ شبہات دو قسم کے ہیں: ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے ”صریح کفر“ لازم آتا ہے، مثلاً: یہ شبہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیدہ [ادھار] اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیدہ سے، یا یہ شبہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک، تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑ دیں؟ جیسے کسی نے کہا ہے:

اب تو آرام سے گزرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے
چوں کہ ہمارا روئے سخن [خطاب] اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے، اس لیے
ان شبہات کو مطروح النظر [صرف نظر] کرتے ہیں۔ (۱)

دوسری قسم وہ شبہات ہیں جن کا باعث جہل وغفلت ہے، اس مقام پر ان کا جواب دینا مقصود ہے، ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے ہیں۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ۔

فصل ۱: اللہ کے غفور و رحیم ہونے کے بھروسہ پر گناہ کرنا

ایک شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور و رحیم ہیں، میرے گناہوں کی وہاں کیا

(۱) علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے، وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا، اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اُن کے اثبات کے لیے ہر وقت موجود ہیں، بعد ثبوت آخرت کے نقد کو نسیدہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے، یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیدہ اور نقد کما و کیفاً برابر ہوں، ورنہ تمام معاملات نسیدہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں، پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں ادھار پکے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو، خوشی خوشی سے دے ڈالتے ہیں، یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا؟

حقیقت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک! وہ غفور و رحیم ہیں، مگر قہار و منتقم [بڑا قہر کرنے والے و انتقام لینے والے] بھی تو ہیں، سو تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ تمہارے لیے ضرور مغفرت ہوگی، ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے، علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور و رحیم اس شخص کے لیے جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ کی اصلاح کرے۔

كما قال الله تعالى: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا الشُّوْءَ بِجِهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا

مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۱)

یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لیے غفور و رحیم ہے جنہوں نے نادانی سے برا کام کیا، پھر انہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد، اور اپنے اعمال درست کر لیے۔

اور جو بلا توبہ مر جائے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے، اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں، مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا؟

فصل ۲: لمبی زندگی کی امید پر توبہ نہ کرنا

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں! ابھی کیا جلدی ہے، آگے چل کر توبہ کر لیں گے، اس شخص سے یہ کہنا کہ تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے؟ ممکن ہے کہ شب کو سوتے کے سوتے رہ جاؤ، یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو، یاد رکھو! کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے، روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مر جاتا ہے۔

فصل ۳: توبہ کے بھروسہ پہ گناہوں پر جرأت

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں! گناہ تو کر لیں، پھر توبہ کر کے معاف کرالیں گے، اس شخص سے یہ کہنا چاہیے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر ڈال دو پھر اس پر مرہم لگا دیں گے،

یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا، پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے، اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہو جائے گی، یا اگر توبہ کی تو اللہ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کر لیں، پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کر لینا اللہ تعالیٰ کے رو بہ رو کافی نہیں، بلکہ صاحب حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔

فصل ۴: گناہ کرنے کے بعد تقدیر کا عذر لنگ

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے، اور یہ شبہ بہت ارزاں [ہلکا] ہے کہ ہر گس و ناگس [عام و خاص] اس سے منفع [فائدہ مند] ہوتا ہے، صاحبو! ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ جس وقت گناہ کرتے ہیں خواہ اسی قصد سے کرتے ہیں کہ چوں کہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے، لاؤ تقدیر کی موافقت کر لیں، ہرگز نہیں، اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا، جب گناہ سے فراغت ہو جاتی ہے فرصت میں تاویل سوچتی ہے، اگر انصاف کر کے دیکھو، خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہو گے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر بھروسہ ہے تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے، جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچائے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو، سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے، نقصان کریں گے، وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو، یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

فصل ۵: قسمت میں جنت یا دوزخ لکھے ہوئے کا عذر

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جائیں گے، اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جائیں گے، محنت و مشقت سب بے کار ہے۔ ان لوگوں سے کہنا چاہیے کہ اگر یہ بات ہے دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں و کوششیں کرتے ہو؟ کھانے کے لیے اس قدر اہتمام کرتے ہو، بوتے ہو، جوتے ہو، پیستے ہو، چھانٹتے ہو،

گوند ہتے ہو، پکاتے ہو، لقمہ بنا کر منہ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو، نگلتے ہو، کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن کر پیٹ میں اتر جائے گا، نوکری کیوں کرتے ہو؟ کھیتی کیوں کرتے ہو؟ یہ شعر کیوں پرھ دیا کرتے ہو؟

رزق ہر چند بے گمان برسد یک شرط است جستن از درہا
رزق جتنا بھی خلاف گمان پہنچے، لیکن حصول رزق کے دروازوں سے رزق تلاش کرنا شرط ہے۔

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے، تو نکاح کیوں کرتے ہو؟ پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مسببات کے لیے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو، اسی طرح نعمائے آخرت [آخرت کی نعمتیں] کے لیے وہی اسباب و اعمال صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔

فصل ۶: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا دھوکہ

ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ہے: ”أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي“ (۱)۔
سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن [اچھا گمان] ہے، ضرور ہمارے ساتھ حسن

(۱) رواہ البخاری فی صحیحہ عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله تعالى: ”أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي ذَكَرْتُهُ فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ شَيْراً إِلَيَّ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِراً وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِراً تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعاً، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً“ . (كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى (ويحذركم الله نفسه) رقم الحديث: ۷۴۰۵) ويتكرر أيضاً: (۷۵۰۵، ۷۵۳۷) وأخرجه أيضاً مسلم في صحيحه، عنه - رضي الله عنه - (كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، رقم الحديث: ۶۸۰۵) وأخرجه الترمذي في سننه، عنه - رضي الله عنه - (أبواب الدعوات [باب في حسن الظن بالله عز وجل] رقم الحديث: ۳۶۰۳)

معاملہ ہوگا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیے! رجا و حسن ظن کے معنی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کر کے مسبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے، اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے، اور جو اسباب ہی کو اڑا دیا تو حسن ظن نہیں ہے، بلکہ غرور اور دھوکہ ہے۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کر کے انتظار ہو کہ غلہ فصل خدا سے پیدا ہوگا، یہ تو امید ہے، اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا ہوگا، تو یہ زرا جنون [سراسر جنون] اور دھوکہ ہے، جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فصل ۷: بزرگوں کی نسبت کا دھوکہ

ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں، یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں، پس خواہ ہم کچھ ہی کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہیں، صاحبو! اگر یہ نسبتیں کافی ہوتیں تو ضرور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے:

”يَا فَاطِمَةُ! انْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ..... فَإِنِّي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ

اللَّهِ شَيْئًا“ (۱)۔

یعنی اے فاطمہ! اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ، کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ

(۱) رواہ البخاري في صحيحه عن أبي هريرة - رضي الله عنه - (كتاب الوصايا، باب هل يدخل النساء والولدان في الأقارب، رقم الحديث: ۲۷۵۳ و يتكرر أيضا: ۳۵۲۷، ۴۷۷۱) وأخرجه مسلم في صحيحه، عن أبي هريرة وغيره - رضي الله عنهم - (كتاب الإيمان، باب في قوله تعالى [وأنذر عشيرتك الأقربين] رقم الحديث: ۵۰۱-۵۰۵) وأخرجه الترمذي في سننه، عنه - رضي الله عنه - (أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الشعراء، رقم الحديث: ۳۱۸۵) وأخرجه النسائي في سننه، عنه - رضي الله عنه - (كتاب الوصايا، باب إذا أوصى لعشيرته الأقربين، رقم الحديث: ۳۶۴۷)

کفایت نہیں کر سکتا۔ یعنی جب کہ اپنے پاس سرمایہ ایمان و اعمال صالح کا نہ ہو صرف نسبت کافی نہیں ہے، اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو، سبحان اللہ! نور علی نور اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی۔

فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ﴾ (۱)

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملحق کر دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو، اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ۔

یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچا دیں گے، اور آبا و اجداد کے عمل میں کمی نہ ہوگی۔

فصل ۸: حق تعالیٰ شانہ کا مخلوق کے اعمال سے مستغنی ہونے کا شبہ

بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی پرواہ ہی کیا ہے۔

صاحبو! یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے، نہ ان کا کوئی فائدہ، مگر کیا آپ کو بھی ان کے منافع کی پرواہ نہیں جو اعمال صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں؟ اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں؟ خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لیے مقرر ہوا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لیے، سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں، مگر آپ تو مستغنی نہیں، اس کی بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کر کے کوئی

دوا بتلا دے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کہ صاحب! دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا؟ بھلے مانس! حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا؟ تیرا فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

فصل ۹: وعظ و نصیحت کا شبہ

ایک شبہ بعض خشک علما کو یہ ہو جاتا ہے کہ ہم دوسروں کو وعظ و پند [نصیحت] کرتے ہیں، ان کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے، وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سینکڑوں برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں، مثلاً: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا، یا عرفہ، یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا، یا مکہ والوں کے لیے ایک طواف کر لینا، صاحبو! موٹی بات ہے کہ اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے، ادھر احادیث میں صاف صاف قید مذکور ہے: إِذَا اجْتَنَّبَ الْكِبَائِرَ (۱)۔

یعنی یہ اعمال اس وقت سینات کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جائے۔ رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بد عمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں، مشہور

(۱) ”رواہ مسلم فی صحیحہ عن اُبی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ: ”الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، ورمضان إلى رمضان مكفرات ما بينهن، إذا اجتنَبَ الكبائر“۔ (کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۵۵۲) وأخرجه الترمذی فی سننہ، - رضی اللہ عنہ - (أبواب الصلوة، باب ماجاء فی فضل الصلوات الخمس، رقم الحدیث: ۲۱۴)

و معروف ہیں۔

فصل ۱۰: بعض جاہل فقیروں کا شبہ

ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہو جاتا ہے کہ ہم ریاضت [مشقت] و مجاہدہ کی بدولت مقام فنا تک پہنچ گئے ہیں، اب ہم کچھ رہے ہی نہیں، جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے، اور ایسی واہی بتا ہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصا کفر و الحاد ہو جاتا ہے، کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ مل گیا، کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کر سکتا، کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں، عبادت کس کی اور معصیت کس کی؟ کبھی کہتے ہیں اصل مقصود ”یاد“ ہے، ظاہری نماز، روزہ نرڈھکوسلہ [فریب] ہے، جو بہ مصلحت انتظار مقرر ہوا ہے، تمام تر باعث ان خرافات [بے ہودہ باتوں] کا ”جہالت“ ہے۔ ان لوگوں کو حقائق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک و وصول تو کیا خاک میسر ہوا ہوگا! یہ ثمرہ غلو فی التوحید کا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جائے گی، اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی واصل ہوا، نہ موحد، اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی نے آج تک تعلیم پائی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے خوف و خشیت، توبہ و استغفار، اجتہاد فی العمل [عمل میں کوشش] اور اہتمام مخالفت نفس و سزا کے اعمال بد [برے اعمال] کو دیکھ لینا، ان شبہات کے دفع ہو جانے کے لیے کافی دوانی ہے۔

توقع و التماس

الحمد للہ والمنہ کہ ۲۳/ذیقعدہ/۱۳۱۲ھ کو مقام مدرسہ جامع العلوم کان پور میں مقصود تمام ہوا، اہل فہم سے توقع ہے کہ اس رسالہ کے الفاظ و عبارت پر خوردہ گیری نہ فرمائیں گے، مقصود کو پیش نظر رکھ کر طاعات و معاصی کے ثمرات دنیا و آخرت کے سمجھیں

گے، اور پچھلے معاصی سے توبہ کر کے آئندہ کے لیے عزم بالجزم، استقامت علی الطاعات اور اجتناب سیئات کا دل میں جما دیں گے، اور ہمیشہ ”توفیق“ اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں گے اور اس ناکارہ خلالتق کے لیے بھی دعائے حصول رضائے الہی کا گاہ گاہ فرمالیا کریں گے۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (۱)

مناجات جس کا پڑھنا موجب مغفرتِ معاصی ہے

پادشاہا جرم مارا درگذرا
 مانگہ گاریم وتو آمرز گار
 تو نکو کاری وما بد کرده ایم
 جرم بے اندازہ بے حد کرده ایم
 سالہا در بند عصیاں مانده ایم
 آخر از کرده پشیمان گشته ایم
 دائما در فسق وعصیاں مانده ایم
 ہم قرین نفس و شیطان مانده ایم
 روز و شب اندر معاصی بودہ ایم
 غافل از امر و نواہی بودہ ایم
 بے گنہ نکذشت برما ساعت
 با حضور دل نہ کردم طاعت
 برد آمد بندہ بگر یختہ

آبروئے خود بعضیاں ریختہ
 مغفرت دارد امید از لطف تو
 زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا
 بحر الطاف تو بے پایاں بود
 ناامید از رحمت شیطان بود
 نفس و شیطان زد کریمہ راہ من
 رحمت باشد شفاعت خواہ من
 چشم دارم از گنہ پاکم کنی
 پیش از اں کاندہ لحد خاکم کنی
 اندراں دم کز بدن جانم بری
 از جہاں بانور ایما نم بری

ترجمہ مناجات

- ۱- اے بادشاہ (اے اللہ)! ہمارے گناہ معاف فرما، ہم گناہ گار ہیں اور آپ معاف فرمانے والے ہیں۔
- ۲- آپ بھلائی کرنے والے ہیں اور ہم نے برائیاں کی ہیں، واقعی ہم نے بے اندازہ اور بے حد قصور کیے ہیں۔
- ۳- بہت سے سال تک ہم گناہوں کی فکر میں پھرے ہیں، آخر کار شرمندہ ہو کر ہم اس فکر سے پھر گئے ہیں۔
- ۴- ہم ہمیشہ نافرمانی اور گناہ میں مبتلا رہے ہیں، اور ہم نفس اور شیطان کے نزدیک رہ چکے ہیں۔

۵۔ ہم دن و رات گناہوں کے اندر مبتلا رہے ہیں اور ہم اوامر و نواہی سے غافل

رہے۔

۶۔ بغیر گناہ کے ہمارے اوپر کوئی وقت نہیں گزرا، اور حضورِ دل کے ساتھ میں

نے کوئی عبادت نہیں کی۔

۷۔ آپ کے دروازہ پر بھاگا ہوا غلام واپس آیا اور اس حال میں آیا کہ گناہ سے

اپنی آبر و خراب کی۔

۸۔ یہ بندہ آپ کی مہربانی سے گناہوں کی معافی کی امید رکھتا ہے، اس لیے کہ

خود آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿لَا تَقْنَطُوا﴾ یعنی ناامید مت رہو۔

۹۔ آپ کی مہربانیوں کا سمندر بے انتہا ہے، آپ کی رحمت سے صرف شیطان

ہی ناامید ہوگا۔

۱۰۔ اے اللہ! نفس اور شیطان نے میرے نیکی کے راستے میں ڈاکہ مارا، اب

میرے لیے مغفرت کا کوئی چارہ نہیں، الا یہ کہ آپ کی رحمت میرے لیے شفاعت چاہنے

والی ہے۔

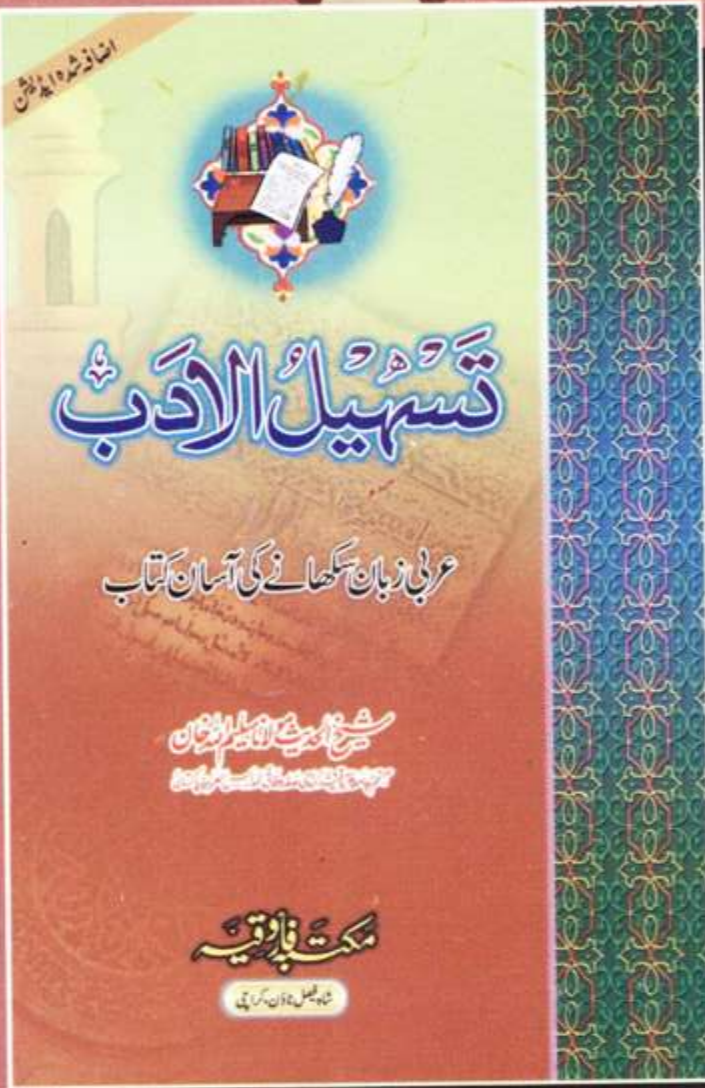
۱۱۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے گناہوں سے پاک فرمادیں گے، قبل اس

سے کہ مجھے آپ قبر میں مٹی کر دیں۔

۱۲۔ اے اللہ! جس دم میں آپ میری جان کو بدن سے علیحدہ فرمائیں گے اس

وقت آپ مجھے ایمانی نور کے ساتھ دنیا سے لے جائیں۔

☆☆.....☆☆



مکتبہ فیاض